جون
2024ء

یا اللہ!
فلسطین کے
مسلمانوں کی مدد فرما
آمین

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ (القمر:54)

ماهنامه

حکمتِ بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قارئین کو
عیدالاضحیٰ مبارک ہو

قرآن اکیڈمی جھنگ

ذیقعدہ/ذی الحجہ : 1445ھ	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القران)	جلد : 18
جون : 2024ء	اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر)	شمارہ : 06

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبداللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبداللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت:
- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اثیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون: اندورنِ ملک 800 روپے

معمول کا شمارہ: 80 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیلِ زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		6
حرفِ آرزو	3	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
ہماری ازدواجی زندگی (2)	5	ڈاکٹر عبدالسمیع	21
موسیقی روح کی غذا یا موت	6	محمود حماد	29
سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت (17)	7	انجینئر فیضان حسن	38
اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت واِفادیت (3)	8	مولانا امین عزیز بھٹی	47
ہماری قربانیاں	9	ایوب بیگ مرزا	51
تیسری عالمی جنگ کیلئے صف بندی ہو رہی ہے!	10	محمد منظور انور	55
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے ﷺ است	11	عبداللہ ابراہیم	60

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ: یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید
کے ساتھ
چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھریؒ

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02) سورۃ البقرۃ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیات 271-268

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ

(اور دیکھنا) شیطان (کا کہانہ ماننا وہ) تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا ہے

Shaitaan threatens you of poverty

وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ

اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے

and promotes lewdness within you.

وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا

اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے

Whereas Allah promises you His forgiveness and favour.

وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾

اور اللہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے

And Allah is All-Embracing, Knowing.

يُّؤۡتِى الۡحِكۡمَةَ مَنۡ يَّشَآءُ

وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے

He grants wisdom to whoever, He wills.

وَمَنۡ يُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِىَ خَيۡرًا كَثِيۡرًا

اور جس کو دانائی ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی

And whoever is granted wisdom

He is indeed given a great wealth.

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۶۹﴾

اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں

And none learn a lesson,

except the people with deep sense.

وَمَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ

اور تم (اللہ کی راہ میں) جس طرح کا خرچ کرو

And whatever you spend in charity,

اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ

یا کوئی نذر مانو

or a vow you vow

فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ

اللہ اس کو جانتا ہے

Allah certainly knows it.

وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۲۷۰﴾

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

And the wrong ones will get no helpers.

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ

اور اگر تم خیرات ظاہر کرکے دو تو وہ بھی خوب ہے

If you give charity in public it is O.K.

وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ

اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے

But it is better for you,

if you privately give it, to the poor people

وَيُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ

اور (اس طرح کا دینا) تمہارے گناہوں کو دور کر دے گا

It will remove from you: some of your sins,

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۷۱﴾

اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے

And Allah is aware of your performance.

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

امتحانِ پاک مرداں از بلا ست
تشنگاں را تشنہ تر کردن روا ست
درگذر مثلِ کلیمؑ از رودِ نیل
سوے آتش گام زن مثلِ خلیلؑ! (علامہ اقبال)

خدا کے پاک بندوں کا امتحان سخت مصائب سے لیا جاتا ہے اور اس امتحان میں پیاسوں کو اور زیادہ پیاسا کرنا بھی جائز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کی طرح سے دریائے نیل سے گزر جاؤ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی طرح سے آگ کی طرف قدم بڑھاؤ۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟

اے اللہ کے رسول! یہ قربانیاں کیا ہیں؟

قَالَ: سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہے۔

قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ ہمارے لیے ان میں کیا ہے؟

قَالَ: بِكُلِّ شَعَرَةٍ، حَسَنَةٌ

آپ ﷺ نے فرمایا: (قربانی کے جانور کے) ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔

قَالُوا: فَالصُّوفُ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! اُون (کا کیا حکم ہے)؟

قَالَ: بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ، حَسَنَةٌ

آپ ﷺ نے فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی ہے

(سنن ابن ماجه، عن زيد بن ارقم رضی اللہ عنہ)

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

اپنے آپ کو بدلنا ہوگا!

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

ایک عید (عیدِ صیام) کے گزرنے کے بعد دوسری عید (عید الاضحیٰ) اب سر پر ہے۔ عید کا دن تو خوشیوں سے عبارت ہوتا ہے مگر حالاتِ حاضرہ میں ان عیدوں کی خوشیاں پھیکی ہیں۔ عالمی سطح پر بھی مسلمان امت زخموں میں گھری ہوئی ہے۔ غیر اقوام امت مسلمہ کے درپے ہیں اور اپنے بھی ــــــ بے حس اور بے حمیت بن کر دم سادھے کھڑے ہیں اور جو کچھ کر سکتے ہیں وہ بھی نہیں کر رہے حتیٰ کہ ظالم کو ظالم کہنے پر بھی تیار نہیں۔ اگر دنیا بھر میں کہیں ظالموں کے خلاف کوئی مؤثر آواز بلند ہو رہی ہے تو وہ بھی غیر مسلم ممالک میں، جہاں زیادہ تر لوگ انسانی ہمدردی کی بنا پر اس ظلم کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جبکہ وہ امت جو ایک جسم کی مانند ہے ــــــ اپنے ہی ایک حصے پر ظلم و ستم ہوتا دیکھ کر بھی خاموش ہے۔ ع حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

امت کے درجے سے نیچے اتر کر ملکی سطح پر دیکھیں تو وطنِ عزیز کے حالات بھی دگرگوں ہونے کی وجہ سے عید کی خوشیوں کو پھیکا کر دینے والے ہیں۔ غیروں سے سودی قرضوں کا بوجھ اٹھانے کے بعد اب ان کے شکنجے میں پھنس گئے ہیں۔ خصوصاً معاشی معاملات تو کلیتہً انہی کے ہاتھوں میں ہیں۔ جس کے نتیجے میں حکمرانوں کی طرف سے آئے روز ضرورت کی اشیاء کو بھی مہنگا کرنے کی نئی نئی ترکیبیں سننے میں آتی ہیں۔ لا الٰہ اِلا اللہ کے نام پر بننے والا یہ ملک اس وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلانِ جنگ میں ہے۔

ذاتی سطح پر امت کے اکثر افراد خوابِ غفلت میں ہیں اور جو افراد بیداری کی بات کر رہے ہیں وہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ ان کی آواز کوئی سننے کو تیار نہیں۔ جبکہ باقی لوگوں سے میں سے آدھے اپنی رات کی روٹی کی فکر میں اور باقی آدھے اپنی شاہ خرچیوں میں مگن ہیں۔ مانگنے والوں اور ہوٹلوں میں کھانا کھانے والوں ــــــ دونوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

امت کو اس حال تک پہنچانے میں اوپر سے لے کر نیچے تک، امت کے مجموعہ سے لے کر افراد تک، سب شریک ہیں۔ کوئی بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنے کو تیار نہیں۔ افراد ذاتی سطح میں اللہ کا کہنا ماننے کو تیار نہیں ہیں اور امت مجموعی سطح پر اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کر رہی ہے اور اس کا نتیجہ ــــــ زبوں حالی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ ۚ وَ مَا لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّالٍ ۝ (الرعد: 11)

''بے شک اللہ تعالیٰ اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے، نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر آفت لانے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ کسی ٹالے سے نہیں ٹل سکتی اور اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا''۔

واپسی کا راستہ بھی بڑا واضح ہے کہ سچی توبہ کی جائے اور اعمال کی اصلاح کر کے اپنے آپ کو بدلا جائے۔ مگر کوئی اس پر چلنے کو تیار نہیں۔ کوئی سچی توبہ کرنے پر آمادہ نہیں ــــــ اور نتیجتاً امت کے حالات بھی بدلنے کو تیار نہیں۔ واپس مڑے بغیر حالات کی تبدیلی ناممکن ہے۔

ے چمن میں مالی اگر بنالیں موافق اپنا شعار اب بھی
چمن میں آ سکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی

حالات کو بدلنا ہے تو سب سے پہلے اپنے آپ کو بدلنا ہوگا اور پھر اپنے اعزہ واقارب کو بدلنے کے لیے مناسب محنت کرنا ہوگی۔ وگرنہ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہونے اور اپنے آپ کو بے وقوف بنائے رکھنے پر کوئی پابندی نہیں۔

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَةُ آلِ عِمْرَان

آیات 61 تا 63

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ (اے نبی ﷺ!) جو آپ سے جھگڑا کرتے ہیں حضرت مسیح کے بارے میں

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اس کے بعد کہ آپ کے پاس العلم آچکا ہے

یہ اس وفد کی طرف اشارہ ہے جو نجران سے آیا تھا۔ مکہ مکرمہ کے جنوب کی طرف یمن کا علاقہ ہے وہاں عیسائیوں کی حکومت تھی اور وہ سلطنت رومہ (Roman Empire) کے زیراثر تھے اور ان کے وہاں بڑے بڑے گرجے اور مراکز تھے۔ وہیں سے 571 عیسوی میں وہ ابرہہ آیا تھا ہاتھیوں کا لشکر لے کر، جس نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا تھا۔ تو وہ ان کا بہت بڑا گڑھ تھا وہاں سے ایک وفد آیا تھا اور اس وفد کو معلوم تھا کہ محمد رسول ﷺ اللہ کے نبی ہیں لیکن پھر بھی کچھ compromise کرنے کے لیے آیا تھا۔ بہرحال وہ ایمان نہیں لایا۔ وہ وفد ایک مہینہ رہا اور بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے آخری جو مذاکرات ہوئے وہ یہ تھے کہ تم ہمارے ساتھ مباہلہ کرلو۔ مباہلہ یہ ہوتا ہے کہ جب آدمی گفتگو میں دلیل سے نہیں مان رہا تو آخری بات یہ ہے تم بھی اپنے بیوی بچوں اور خاندان کو جمع کرلو ہم بھی اپنے بیوی بچوں اور خاندان کو جمع کرلیتے ہیں پھر اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ جو ہم میں سے غلط ہے اس پر تو لعنت کردے اس کو تباہ و برباد کردے۔ اب جو آدمی خلوص کے ساتھ نہیں مان رہا ہوتا کہ جی میری تو سمجھ میں کوئی

بات نہیں آ رہی، وہ تو اس پر آمادہ ہو جاتا ہے لیکن جس کا دل مان چکا ہو اور صرف زبان سے کہہ رہا ہو کہ میں نہیں مانتا وہ کبھی مباہلے پر آمادہ نہیں ہو گا۔ یہی مباہلہ تھا جس پر اس وفد کے لوگ آمادہ نہیں ہوئے۔ وہ رات کو سوئے اور دوسرے دن جب مباہلہ ہونا تھا صبح جلدی سے اٹھ کر چپکے سے روانہ ہو گئے۔

فَقُلْ تَعَالَوْا — تو آپ ان سے کہیے: آؤ

نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ — ہم بلا لیتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور تم بھی اپنے بیٹوں کو بلا لو

وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآئَكُمْ — اور ہم بھی اپنی عورتوں کو بلا لیتے ہیں تم بھی اپنی عورتوں کو بلا لو

یعنی ہم اپنے اہل بیت کو بلا لیتے ہیں۔ اہل بیت اصل میں بیویاں اور بچے ہوتے ہیں، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں بعد میں آتے ہیں۔ اہل بیت کا جو ہمارا تصور ہوا میں پھیلا ہوا ہے وہ ایک بیٹی اور اس کے بعد نواسے اور اس کی اولاد ہو گیا، بیویاں اس میں شامل ہی نہیں سمجھی جاتیں حالانکہ یہاں اہل بیت میں جو ذکر ہو رہا ہے وہ نِسَآئَنَا یعنی ہماری بیویاں ہے۔ اہل بیت میں اگر کسی کو شامل ہونے کا حق ہے تو سب سے پہلے تو بیویاں ہیں اور اس کے بعد فوری اولاد ہے جو بیٹے ہوتے ہیں۔ یہ تصور جو عام ہو گیا ہے وہ قرآن مجید کی اس آیت کی رو سے بھی غلط بنتا ہے۔ تو اے نبی ﷺ! آپ ان سے کہیے تم بھی بلا لو اپنے بیٹوں کو، ہم بھی بلا لیتے ہیں اپنے بیٹوں کو، ہم بھی اپنی خواتین کو بلا لیتے ہیں تم بھی اپنی خواتین کو بلا لو

وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ — اور ہم بھی آجاتے ہیں اور تم بھی آجاؤ

ثُمَّ نَبْتَهِلْ — پھر ہم اللہ کے سامنے التجا کرتے ہیں (عاجزی سے دعا کرتے ہیں)

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ — کہ جو جھوٹے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہو

اللہ جھوٹے کو تباہ و برباد کر دے۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ — بے شک یہ جو بیان ہوا یہی سچا بیان ہے

وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ — اور نہیں ہے کوئی الٰہ اللہ کے سوا

حضرت مسیح علیہ السلام کا الوہیت میں کوئی حصہ نہیں ہے

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾ — اور بے شک وہی ہے اللہ زبردست، حکمتوں والا

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ پھر اگر یہ قبول نہ کریں اس بات کو تو بے شک اللہ تعالیٰ ایسے فساد کرنے والوں سے خوب واقف ہے

ان کی چالوں اور باتوں سے واقف ہے اور اس کا توڑ بھی اللہ تعالیٰ کرتا رہتا ہے اور کرتا رہے گا۔

آیات 64 تا 71

یہاں سے آگے 38 آیات (64 تا 101) میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ دونوں سے خطاب ہے، ان کو دعوت اور توجہ دلانے کا بھی انداز ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آؤ اور وہ جو کچھ سازشیں کرتے رہتے تھے ان کا بھی کچھ بیان ہے ان کا بھی پردہ چاک کیا ہے۔ سب سے پہلے ان کو دعوت کا انداز ہے۔ فرمایا

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ (اے نبی ﷺ) آپ ان سے فرما دیجیے اے کتاب والو!

تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ آؤ اس بات کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان یکساں ہے

یعنی جو مشترک (agreed) چیزیں ہیں ان پر ہم آپس میں قریب آجائیں اور وہ agree چیزیں کون سی ہیں؟ آگے ان کا ذکر ہے

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں

وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا اور ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں

وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہ بنائے ہم میں سے کوئی کسی کو رب اللہ کے سوا

اصولی طور پر انہیں بھی توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں اختلاف نہیں تھا لیکن تفصیل میں جا کر یہود کا ایک گروہ حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بناتا ہے اور عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بناتے ہیں۔ اسی طرح سورۂ توبہ: آیت 31 میں ہے ﴿اتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''انھوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو ارباب (ربّ) بنالیا اللہ کے سوا''۔ یعنی ان کے احبار و رُہبان جس چیز کو حلال یا حرام، جائز یا ناجائز قرار دے دیتے وہ اس کو مان لیتے۔ یہ حلال و حرام یا قانون سازی کا اختیار ان اَحبار و رُہبان کو دے

دینا ان کو خدا تسلیم کرنے کے مترادف ہے؛ کیونکہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہاں انھیں دعوت دی گئی ہے کہ ان اتفاقی اور مشترکہ چیزوں کی طرف آ جاؤ۔ اس دعوت کے بعد اگر تو وہ اس پر آمادہ ہو جائیں تو بڑی اچھی بات ہے

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا اگر وہ اس سے روگردانی کریں

یعنی اس دعوت کو قبول نہ کریں

فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۶۴﴾ تو تم ان سے کہہ دو: گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہیں

ہم نے تو صحیح بات کہہ دی ہے ہم تو اسی کو مانتے ہیں۔ تم اس پر گواہ رہو کہ ہم تمہارے ساتھ شرک میں شریک نہیں ہو سکتے۔

یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ اے کتاب والو! تم کیوں بحث کرتے ہو ابراہیمؑ کے بارے میں

یہود کہتے ہیں کہ ابراہیم (علیہ السلام) ہمارے مسلک پر تھے یعنی یہودی تھے اور نصاریٰ کہتے ہیں وہ عیسائیوں کے ہم خیال تھے یعنی عیسائی تھے

وَ مَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰىةُ وَالۡاِنۡجِیۡلُ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ حالانکہ نہیں ہے اتری تورات اور انجیل مگر ابراہیم کے بہت بعد

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۵﴾ کیا تمہیں عقل نہیں ہے

تم سوچتے نہیں ہو۔ جیسے پہلے بھی میں نے مثال دی تھی کہ یہ مذہب شافعی اور مذہب حنفی تو بعد میں بنے ہیں تو کوئی آدمی کہے کہ یہ طے کر لینا چاہیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حنفی تھے کہ شافعی؟ تو ان اصطلاحوں اور ان پیمانوں کا اطلاق ان پر راست نہیں آئے گا۔

هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجۡتُمۡ فِیۡمَا لَكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ سنو! یہ تم لوگ جھگڑ چکے ہو اُس بات میں جس کا تمہیں بھی کچھ علم ہے

فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡمَا لَیۡسَ لَكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ تم اس بات میں کیوں جھگڑا کرتے ہو جس کا تمہارے پاس کوئی علم نہیں ہے

جس چیز کی تمہارے پاس تورات میں یا وحی خداوندی میں کوئی دلیل نہیں ہے اس کے

بارے میں تم کیوں جھگڑا کرتے ہو

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ اللہ جانتا ہے اور تمہیں معلوم نہیں ہے

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا ابراہیم نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی تھے

وہ ان سے بہت پہلے گزرے ہیں ان کے خیالات اور نظریات اور تعلیمات کو ان پیمانوں سے ناپنا صحیح نہیں ہے جو تم نے اپنے لیے بنا رکھے ہیں

وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا لیکن وہ اللہ کی طرف یکسو (اور) مسلم تھے

وہ تو ایک حنیف یعنی تمہارے مذہبوں سے بیزار تھے اور مسلم یعنی اللہ کے فرمانبردار تھے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ اور نہ ہی وہ مشرکوں میں سے تھے

عرب میں معروف مذاہب تین ہی تھے یہودی، نصرانی اور مشرکین عرب۔ یہاں بتا دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے، نہ عیسائی تھے، نہ مشرک تھے بلکہ وہ تو مسلم تھے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ ابراہیم کے قریب

لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ ہیں جنھوں نے اُن کی اتباع کی اور یہ نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو اِنؐ پر ایمان لائے ہیں

اِس دور میں جو انسان ہیں ان میں سے اگر کوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کوئی نظریاتی ہم آہنگی رکھتا ہے تو وہ یہ نبی یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ان پر ایمان لے آئے ہیں۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾ اور اللہ تعالیٰ انہی اہل ایمان کا پشت پناہ (حمایتی) ہے

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ اہل کتاب میں سے ایک گروہ خواہش رکھتا ہے کہ (اے مسلمانو!) کاش وہ تمہیں گمراہ کردیں

یعنی جیسے وہ خود گمراہ ہیں اسی طرح وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں گمراہ کر کے چھوڑیں اور جو گمراہ فرقے اور راہ راست سے ہٹے ہوئے لوگ ہوتے ہیں وہ اسی طرح کی صورت حال پیدا کرتے ہیں کہ جو اہل حق ہیں وہ بھی گمراہ ہو جائیں اور اس طرح کی چال بازیاں کرتے ہیں کہ جو بالکل ان کے ہم خیال نہ بنیں وہ کم از کم سیدھا راستہ تو چھوڑ دیں۔

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اورنہیں گمراہ کرتے مگراپنے آپ کو

اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں۔کم از کم مسلمانوں کو اور رسول اللہ ﷺ کو تو دھوکہ نہیں دے سکتے تھے کیونکہ وہ تو وحی کا سلسلہ جاری تھا اللہ ان کی رہنمائی کے لیے فرشتہ بھیجتا رہتا تھا۔

وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اور انہیں اس کا شعور بھی نہیں ہے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اے کتاب والو! تم کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی آیات کا

وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ حالانکہ تم اس کے گواہ ہو

تمہاری کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔یہ بھی وہی سمجھانے کا اور دعوت کا انداز ہے، دل میں جا کر لگنے والی بات ہے کہ اے کتاب والو! تم کیوں اللہ کی آیات کا کفر کرتے ہو حالانکہ تمہاری کتابوں میں نشانیاں لکھی ہوئی ہیں پھر کیوں تم اللہ کی آیتوں کا یعنی یہ کتاب جو بذریعہ وحی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اتر رہی ہے اس کا انکار کر رہے ہو۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے کتاب والو!

بار بار وہی انداز آرہا ہے کہ اے کتاب والو!

لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ تم کیوں گڈمڈ کرتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور چھپاتے ہو تم حق کو

وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ درانحالیکہ تم اس کو جانتے ہو

تم جانتے بوجھتے ایسا کرتے ہو، خطا میں یا نادانستہ ہو جائے تو اور بات ہے اس میں گناہ کا پہلو ہلکا ہے لیکن جانتے بوجھتے ایسا کرنا بہت بڑی گمراہی ہے۔یہ وہی انداز ہے جو سورۃ بقرہ میں بھی آیا تھا:

﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O﴾ (البقرہ:42)

آیات 72 تا 80

وَ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور کہا اہل کتاب کے ایک گروہ نے

اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ ایمان لے آؤ اُس پر جو اتر رہا ہے اہل ایمان پر دن چڑھے

وَ اكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ اور دن کے آخر میں اس کا کفر کر دو

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ شاید کچھ اہل ایمان بھی پھر جائیں

مکے میں مسلمانوں کی ایک دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور جب حضور ﷺ مدینے تشریف لائے تو وہاں بھی یہی صورت حال تھی کہ جو آدمی بھی مسلمان ہو جاتا تھا وہ ایسا ثابت قدم ہوتا تھا کہ اس کو جتنا مرضی ستالو، جتنی مرضی تکلیفیں دے لو، وہ جان تو دے سکتا ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کو نہیں چھوڑتا تھا۔ یہ ایک بہت بڑی دھاک تھی بہت بڑا راز تھا مسلمانوں کا۔ یہود نے سازش کی کہ اس کو کسی طرح ختم کرنا چاہیے اس میں کوئی دراڑ پڑنی چاہیے تو انہوں نے آپس میں مشورہ یہ کیا کہ صبح صبح جا کر محمد (ﷺ) کی محفل میں شریک ہو جاؤ، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اعلان کر دو اور شام کو واپس آ جاؤ تا کہ لوگوں پر اثر ہو جائے۔ pre planned ہم کہیں گے کہ ہم بھی مسلمان ہوئے تھے ہم قریب جا کر دیکھ آئیں ہیں نمازیں بھی ان کے ساتھ پڑھ آئے ہیں، کوئی حقیقت نہیں ہے۔ بس جیسے ''دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں'' ایسے ہی دور سے لگتا ہے کہ بہت کچھ ہے ہم دیکھ آئے ہیں کہ یہ حقیقت میں کچھ نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے پیچھے چلنے والی عوام پر تو یقیناً اثر ہو جاتا ہے اس طرح کچھ لوگوں پر اثر ہو جائے گا اور عین ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو تم گمراہ کر سکو اور گمراہ نہیں کر سکو گے تو کچھ لوگوں کا ایمان تو متزلزل کر سکو گے۔ یہ ان کی سازش تھی۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ اور دیکھو تم سچا ایمان نہ لے آنا سوائے اس کے جو تمہارے دین کا پیروکار ہے

انہیں یہ بھی ڈر رہتا ہے کوئی آدمی محمد ﷺ پر سچا ایمان نہ لے آئے۔ ہم کس کو سلیکٹ کریں کہ وہ یہ کام کرے کہ محمد (ﷺ) کی محفل میں جا کر بیٹھے ان کی باتیں سنے، کہیں وہ حقیقت میں مسلمان نہ ہو جائے۔ تو پہلے سے طے شدہ بات ہے کہ سچا ایمان نہیں لانا۔

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ (اے نبی ﷺ) آپ ان سے فرما دیجیے ہدایت تو وہ ہے جو اللہ ہدایت دے

ہدایت تمہارے فیصلے سے نہیں ہوگی کہ کون سی ہے جو اللہ نے ہدایت دینی ہے وہ ہے اصل ہدایت۔ اللہ کی طرف سے جو وحی اتری ہے اس کو ہدایت کا پیمانہ بنانا چاہیے، نہ کہ اپنے

فیصلوں کو کہ یوں ہونا چاہیے یوں کرلو یوں کرلو۔

اَنۡ یُّؤۡتٰۤی اَحَدٌ مِّثۡلَ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ کہ جیسی چیز تمہیں دی گئی ہے ویسی کسی اور کو دے دی گئی ہے

اہل کتاب یہ اس ضد کی بنا پر کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو وہ مقام کیوں دیا گیا جو کہ ان کو دیا گیا تھا۔ان کے خیال میں آخری نبوت اور کتاب ہماری طرف آنی چاہیے تھی کسی اور کو کیوں مل گئی۔

اَوۡ یُحَآجُّوۡکُمۡ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ یا یہ کہ وہ تم پر غالب آگئے ہیں تمہارے رب کے پاس

اب وہ تمہارے اوپر بڑھ گئے ہیں بدر میں ان کو فتح ہوگئی ہے اور مزید کامیابیاں بھی اللہ انہیں عطا فرمائے گا۔اس وجہ سے اہل کتاب کو مسلمانوں کے دشمن بن گئے ہیں۔

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ (اے نبی ﷺ) ان سے فرما دیجیے بے شک فضل تو سارے کا سارا اللہ کے ہاتھ میں ہے

بڑائی اسی کے پاس ہے کبریائی اسی کی ہے وہی فیصلہ کرتا ہے

یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے (یا جو چاہتا اس کو دیتا ہے)

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۷۳﴾ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا ہے علم والا ہے

جانتا ہے کہ کس کو دینا ہے کس کو نہیں دینا ہے

یَّخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ وہ خاص کرتا ہے اپنی مہربانی کو جس کے لیے چاہتا ہے

وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۷۴﴾ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے

اب قرآن مجید ہمیں جو تعلیم دیتا ہے خاص طور پر دعوت اور تبلیغ کے نقطہ نظر سے کہ جو آدمی تمہارا مخالف ہے جس کو تم دعوت دے رہے ہو ایک انداز تو یہ ہے (جو انسانی فکر کا ہے) کہ جو تمہارا دشمن ہے اس کی اچھائی کا بھی انکار کردو۔اس کے برعکس اس آیت میں قرآن مجید ہمیں یہ سکھا رہا ہے، اس کا تذکرہ قرآن کی دوسری آیتوں بھی آئے گا، کہ جو تمہارا دشمن ہے اس کی جو بری بات ہے اس کا تو انکار کرو، اس پر تنقید بھی کرو کہ یہ غلط ہے اور دشمن میں جو اچھائی ہے اس کا برملا اعتراف بھی کرو کہ فلاں آدمی ہے تو میرا دشمن لیکن ہے بڑا بہادر، ہے سچا انسان دیانتدار انسان۔ اس سے یہ ہوگا کہ جو تمہارا مخالف ہے اس کے دل میں احساس ہوگا کہ اس کو میرے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے، میرے نظریات سے دشمنی ہے، میرے اندر جو خرابی محسوس کر رہا ہے یہ اس کا انکار

کررہاہے اس کی اصلاح چاہتا ہے۔ میری ذات سے کوئی دشمنی نہیں ہے اس لیے کہ میری جو اچھی بات ہے اس کو تو تسلیم ہی کرر ہا ہے۔ یہ حکمت تبلیغ ہے حکمت دعوت ہے جو قرآن ہمیں سکھا رہا ہے۔ اہل کتاب میں سے جس میں جو اچھائی ہیں اس کو قرآن بیان کرر ہا ہے۔ فرمایا:

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ اور اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر ان کے پاس تم ڈھیروں مال امانت رکھوا دو

يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وہ یہ مال تمہیں واپس کر دیں گے

یعنی ان میں بعض تو واقعتاً ایسے امانت دار ہیں کہ جب تم ان سے اپنا مال مانگو گے تو وہ کوئی حیل حجت نہیں کریں گے اور تمہارا سارا مال تمہیں واپس کر دیں گے

وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار امانت رکھواؤ

لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَادُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا وہ تمہیں واپس نہیں کریں گے مگر یہ کہ تم اس پر کھڑے رہو

جب تک آپ آستینیں چڑھا کر اس کا گریبان نہ پکڑ لیں اس پر چڑھائی نہ کر دیں اس وقت تک واپس نہیں کریں گے۔ یہ مزاج ہے کہ ان میں ایسے بھی ہیں کہ لاکھوں روپے کی امانت رکھوا دو تو بغیر کسی حیل وحجت کے واپس دے دیں گے کہ یہ آپ کی امانت ہے لے لیں اور ایسے بھی ہیں جو ایک روپیہ پر بھی بے ایمان ہو جائیں گے جب تک اس کے ساتھ لڑنے پر آمادہ نہ ہو جائیں تو وہ امانت کا روپیہ بھی واپس نہیں کریں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں: ان اُمّیّین کے بارے میں ہم پر کوئی گناہ نہیں ہے

اب اس کے پیچھے کیا فکر ہے؟ جو امانت واپس کرر ہا ہے وہ واقعتاً اللہ اور رسول کے کہنے کے مطابق اور وحی کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزار رہا ہے تو ایسا کرر ہا ہے۔ اور جو دبا جانے کی فکر میں ہے وہ یہ کیوں کرر ہا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہود ہی دراصل دنیا میں اللہ کے منتخب لوگ ہیں (chosen people of the lord) اور جو بنی اسرائیل کے علاوہ دنیا

میں لوگ ہیں وہ تو حیوان اور gentiles ہیں وہ اصل انسان نہیں ہیں لہٰذا ان کا مال کھا جانا، لوٹ لینا، حتیٰ کہ ان سے سود کھا لینا اور ان کی بیویوں سے زیادتی کر لینا اس میں ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گناہ نہیں ہے۔ وہ آپس میں یہ کام نہیں کرتے، یہودی آپس میں سودی کاروبار بھی نہیں کرتے لیکن جو غیر یہودی اقوام ہیں ان سے جتنا چاہو سود کھاؤ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ حلال ہے کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔ انہوں نے یہ دو پیمانے بنا رکھے ہیں۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں اور جو ان کے بعد کے نبی تشریف لائے ان کی تعلیمات میں بھی ایسا نہیں ہوگا۔ انھوں نے اپنی طرف سے اپنے آپ کو ایک اعلیٰ تر نسل سمجھ کر اور دوسروں کو گھٹیا سمجھ کر یہ مختلف پیمانے بنا لیے ہیں۔

وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اور وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں

وہ اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں کہ یہ بات بھی اللہ نے اتاری ہے حالانکہ اللہ نے ایسی کوئی بات نہیں اتاری۔ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ اور وہ اس کو جانتے ہیں

کہ ہم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں۔ وہ یہ کسی غلط فہمی میں نہیں کر رہے۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى کیوں نہیں، جو پورا کرے اپنے وعدے کو اور وہ پرہیزگار ہو

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٦﴾ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے محبت فرماتا ہے

اللہ متقین کو پسند فرماتا ہے اس کے علاوہ کسی نسلی برتری کی بنیاد پر کسی کو کوئی فضیلت میں نہیں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا بے شک وہ لوگ جو مول لے لیتے ہیں اللہ کے وعدے پر اور اپنی قسموں پر تھوڑی سی قیمت

یعنی دنیاوی مفاد کی وجہ سے اللہ سے کیا ہوے وعدہ کو پیچھے ڈال دیں گے۔ دنیا کا کتنا ہی فائدہ لے لو کروڑ لے لو دس کروڑ لے لو لیکن اگر ایمان بیچ کر یا ضمیر بیچ کر وہ حاصل کیا ہے تو وہ بہت ہی تھوڑی سی قیمت ہے۔ اور واقعتاً یہ جو دنیا میں کبھی آدمی راتوں رات امیر کبیر ہو جاتا ہے تو یہ عام طور پر کسی حلال کی کمائی سے اتنے مال ڈھیر نہیں لگ سکتے یہ تو ضمیر فروشی کے نتیجے میں ہوتا ہے ورنہ حلال کمائی سے تو آدمی کو دو وقت کی باعزت روٹی مل جائے تو بھی بڑی بات ہے۔

اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ ان کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں

یعنی اس سوچ کے جو لوگ ہیں انھیں آخرت میں کچھ بدلہ ملنے والا نہیں ہے

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اور نہ بات کرے گا اللہ تعالیٰ ان سے

وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور نہ ان کی طرف نظرِ عنایت کرے گا قیامت کے دن

وَلَا يُزَكِّيْهِمْ اور نہ انہیں پاک کرے گا

یعنی ایسے لوگوں کے جو چھوٹے موٹے گناہ ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ بلکہ ان کے لیے تو درناک عذاب ہوگا

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے

يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ کہ وہ کتاب کو پڑھتے ہیں زبانوں کو مروڑ کر

تاکہ مفہوم بگڑ جائے۔ جیسے وہ بڑا مشہور جملہ ہے کہ ''روکو، مت جانے دو'' یا ''روکو مت، جانے دو''۔ اب pronunciation یا لب و لہجے کا فرق ہے، کومہ کہاں لگایا ہے اس سے زمین آسمان کا فرق پڑ گیا۔ اسی طریقے پر کسی کتاب کی تحریر جب آدمی پڑھتا ہے اس میں اس پڑھنے والے کا جو انداز اور اس کا جو pronunciation ہے اس سے بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ تو یہ اہل کتاب جان بوجھ کر کتاب کو زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ اپنی مرضی کے مطابق اس کا مفہوم نکال لیں

لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ تاکہ تم اس کو سمجھو کہ وہ اللہ کی کتاب سے ہے

وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ حالانکہ وہ اللہ کی کتاب سے نہیں ہوتا

وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے

جو غلط مفہوم وہ لوگوں کو بتاتے ہیں اس کے بارے میں زبان سے کہہ بھی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے

وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اور یہ اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾ اور وہ یہ سب جانتے بوجھتے ہیں

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ کسی آدمی کے شایانِ شان نہیں ہے کہ اس کو اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت عطا فرمائے

ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم میری بندگی کرو اللہ کو چھوڑ کر

اللہ تعالیٰ نے جس انسان کو اپنا نبی چنا ہے اس کو اپنے پیغام کا امین بنایا ہے اسے حکمت اور دانائی عطا کی ہے تو ایسے کسی آدمی کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو کہے کہ مجھ کو الٰہ مان لو، یا مجھ کو اللہ کا بیٹا بنا لو

وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ لیکن تم اللہ والے بن جاؤ

نبی یہی کہتے رہے ہیں کہ تم رَبّانی یعنی اللہ والے بن جاؤ۔ اللہ کے ایسے بندے جن کو اللہ نے اپنی نبوت سے سرفراز فرمایا، کتاب عطا فرمائی، ان کی طرف وحی بھیجی وہ لوگوں کے پاس جا کر یہ نہیں کہتے تھے تم مجھے اللہ کا بیٹا بنا لو، میری بندگی شروع کر دو۔ یہ ان کے شایان شان نہیں ہے۔ گویا کہ نصاریٰ نے یہ بات خود ہی گھڑ لی ہے۔ ہمارے وہ بندے تو لوگوں سے یہی کہتے رہے ہیں کہ لوگو! اللہ والے بن جاؤ

بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿٧٩﴾ جیسا کہ تم سکھلاتے ہو کتاب کو اور جیسا کہ تم خود بھی پڑھتے ہو

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اور نہ وہ یہ کہتا ہے کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو ربّ بنا لو

یہ بھی اس کے شایان شان نہیں ہے۔ نبی تو اللہ کی وحی کے سوا کوئی پیغام پہنچاتا ہی نہیں ہے۔ وہ تو امین ہوتا ہے اعلیٰ کردار کا مالک ہوتا ہے۔ اللہ اس کو جانتا ہے تو نبی بناتا ہے۔ چور اُچکے ڈاکو کو تو اللہ اپنا نمائندہ بنا کر دنیا میں نہیں بھیجتا۔

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨٠﴾ کیا وہ تم کو کفر سکھائے گا اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو چکے ہو

اگر کوئی شخص ایسا سمجھتا ہے تو وہ اللہ پر بھی بداعتمادی کا کر رہا ہے اللہ کے نبیوں پر بھی، فرشتوں پر بھی، وحی پر بھی۔ وہ ان سب کا انکار کر رہا ہے۔

ہماری ازدواجی زندگی

(قسط دوم)

(گزشتہ سے پیوستہ)

خطاب: ڈاکٹر عبد السمیع

آپ نے شاید نوٹ کیا ہے یا نہیں کہ ہمارا Divorce rate (طلاق کی شرح) بہت زیادہ بڑھ رہا ہے۔ جب میں کچھ عرصہ برطانیہ میں رہا تھا تو وہاں کوئی ایسا نکاح پڑھانے کا موقع ملا کہ جس میں کوئی ایک سائیڈ وہاں کے لوکل کالے یا گورے لوگوں میں سے تھی تو میں نے اکثر تذکرہ کیا کہ میرے ماں باپ کی شادی 45 سال پہلے ہوئی تھی اور وہ ایک دن کے لیے بھی Separate نہیں ہوئے، تو وہ آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے کہ ''ہیں''۔ یہ تقریباً 2003ء کی بات ہے اور اس وقت میرے والدین حیات تھے۔ اب صورتِ حال کیا ہے؟ اب مسلمانوں کا Divorce rate گوروں سے بڑھ گیا ہے۔ جذباتیت کا اثر ہے۔ مرد کے اندر بھی وہ Tolerance نہیں رہی، وہ مرد نہیں رہا اور عورت سے تو آپ توقع نہیں رکھ سکتے۔ مرد کی Tolerance ختم ہوگئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا Divorce rate بڑھ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو اگر Manager بنایا ہے اس کو ایک عزت دی ہے بڑا بنایا ہے تو مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بڑا بن کے دکھائے، گھٹیا حرکتیں نہ کرے، گھٹیا گفتگو نہ کرے اور عظمت کیا ہے؟ وہ Tolerance میں ہے۔ ہر چھوٹی چھوٹی بات پر React کرنے میں کوئی عظمت نہیں ہے۔ عورت کرتی رہے گی، اللہ تعالیٰ نے اس کی Nature یہ بنائی ہے۔ مرد کے اندر اللہ تعالیٰ نے جذبات کو Control کرنے میں اپنے جذبات کو Express کرنے میں ایک

فلٹر لگانے کی صلاحیت رکھی ہے۔ میرا اور آپ کا ہم مردوں کا یہ فرض ہے کہ ہم اس فلٹر کو خراب نہ ہونے دیں، اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر برداشت کی، Tolerance کی ایک طاقت رکھی ہے۔ اس کو ہم گھر میں بروئے کار نہیں لائیں گے تو اور کہاں لائیں گے ____ ہماری سب سے Important جگہ ہمارا گھر ہے۔ ہمارے امن کی جگہ ہمارے سکون کی جگہ ہمارے Relax کرنے کی جگہ، باقی آپ بزنس میں ہیں آپ Job کر رہے ہیں تو Stress (ذہنی دباؤ) ہر جگہ ہوتے ہیں، بزنس کا بھی Stress ہوتا ہے، Job کا بھی Stress ہوتا ہے لیکن گھر ایسا ہونا چاہیے کہ انسان جب گھر میں آئے تو اسے سکون ملے۔ جیسے بہترین کردار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی وحی کے بعد گھر تشریف لائے۔ کانپتے ہوئے زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے کمبل اوڑھا، دو مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے سردی لگ رہی ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا واقعہ سنایا پھر ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے تو پھر حضرت جبرائیل نظر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ڈر گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا ہوا؟ کہا کہ وہی پھر آ گیا ہے۔ تو حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر میاں بیوی کا جو قرب ہوتا ہے اس کا کوئی Gesture (اشاراتی حرکت) بنایا اب پوچھا کیا اب بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا یہ کوئی فرشتہ ہے کوئی جن نہیں ہے اگر جن ہوتا تو ہمارے اس Gesture کو Enjoy کرتا۔ کوئی فرشتہ تھا جس کو حیا آئی ہے اور وہ چلا گیا ہے۔ یہ ہے اصل میں بیوی کا کردار کہ جب میں اور آپ گھر آئیں تو ہم Relax ہو جائیں۔ کوئی پریشانی ہو بھی تو وہ ہماری وہ پریشانی دور کرے۔ تو مرد کے Weak point کو عورت نے سمجھ کر اس کے مطابق Act کرنا ہے اور عورتوں کے Weak point کو دیکھ کر مرد نے اس کے مطابق React کرنا ہے۔ عورت زبان کھول لے تو وہاں سے چلے جاؤ تاکہ جواب میں آپ کو بھی غصہ نہ آئے۔ اس لیے کہ عورت جتنا مرضی بول بلارا کرے اس سے گھر نہیں ٹوٹتا لیکن اگر مرد کو غصہ آتا ہے اور اس کی زبان پر لفظ طلاق آ جاتا ہے تو پھر گھر ٹوٹ جاتا ہے۔ تو ہم مردوں کو یہ بات ضرور سمجھنی چاہیے کہ جہاں محسوس ہو کہ میرا بلڈ پریشر بڑھ رہا ہے، مجھے غصہ آ رہا ہے وہاں سے باہر بھاگ جاؤ اس لیے کہ آپ سنیں گے پھر آپ بھی جواب دیں گے پھر تلخی آئے گی پھر اونچی آواز ہو گی پھر غصہ آئے گا یا

آپ اس پر ہاتھ اٹھائیں گے یا اس پر زبان چلائیں گے تو پھر مرد کی زبان کے اندر ایک کاٹ ہے۔ اس کی زبان پر اگر لفظ طلاق آتا ہے تو گھر ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر عورت ناشکری کا مظاہرہ کرے یعنی آپ نے اپنی بیوی کے لیے سب کچھ کیا اس کو اچھا کھلایا اچھا پلایا اچھا پہنایا اور آپ نے اسے صاحب اولاد بنایا اور وہ آگے سے ناشکری کا مظاہرہ کرے تو غصہ آئے گا مایوسی ہوگی لیکن اگر آپ کے ذہن میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہوگا کہ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ (تم عورتیں لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکریاں ہو) تو آپ کو غصہ نہیں آئے گا۔ آپ دل میں کہیے: اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ نہ صرف یہ کہ آپ کو غصہ نہیں آئے گا بلکہ آپ کی ہنسی نکل جائے گی اور آپ Appreciate کریں گے کہ ہاں! واقعی اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ چنیوٹ سے ایک صاحب حج کرنے کے لیے گئے تو پہلی نظر پڑی خانہ کعبہ پر تو کہنے لگے واہ سوہنیا تیرا روضہ جیویں سنیا ای سگواں اونج اے۔ تو عورت کی ناشکری کو دیکھ کر ہمارے Expressions کیا ہونے چاہئیں کہ واہ، اللہ کے رسول ﷺ نے بالکل صحیح تصویر کھینچی تھی تو ان شاء اللہ غصہ نہیں آئے گا بلکہ آپ کو ہنسی آئے گی آپ Tolerate کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے Positive Instructions (مثبت ہدایات) بھی دی ہیں۔

28ویں سپارے میں سورۃ التغابن کے آخر میں فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ (التغابن:14)

اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ تمہارے دشمن بھی ہیں
لیکن یہ اس طرح کے دشمن نہیں ہیں جن سے لڑائی کی جاتی ہے۔

فَاحْذَرُوهُمْ ...... اس قسم کے دشمن سے صرف ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ بس یہی کافی ہے۔

اس کے بعد تین الفاظ آئے ہیں: وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا

اگر تم درگزر کرو گے۔ درگزر فارسی کا لفظ ہے بمعنی چھوڑ دینا۔ آپ ﷺ نے داڑھی کو بڑھانے کا جو حکم دیا اس کے الفاظ ہیں أَعْفُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ (النسائی 5046) (داڑھیوں کو چھوڑ دو اور مونچھوں کو کترو الیا کرو)۔ گاڑی کو چلنے دینا، اسے نہ روکنا یہ کیا ہے؟ یہ عفو ہے۔ مراد یہ ہے کہ بات بات پر بیوی بچوں کو ٹوکنا روکنا ڈانٹنا یہ خلافِ حکمت ہے۔

اس کے بعد فرمایا: وَتَصْفَحُوا اس کا بھی وہی مفہوم ہے، جیسے انگریزی میں Ignore forgive, turn a blind eye, یہ سارے الفاظ ایک ہی چیز کے لیے ہیں عفو، درگزر، چشم پوشی۔ دوسرا یہ فرمادیا۔ اگر تم درگزر کرو گے، چشم پوشی کرو گے اور تیسرا لفظ ہے وَتَغْفِرُوا اور معاف کردو گے فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک دوست کو میں نے فون کیا۔ میں نیویارک میں تھا ان کا گھر نیوجرسی میں ہے۔ فون کیا تو وہ گھر پہ نہیں تھے تو میں نے ان کی اہلیہ سے کہا کہ وہ گھر آئیں تو بتا دیجیے گا کہ میرا فون آیا تھا۔ میں عبدالسمیع بول رہا ہوں تو وہ مجھے فون کرلیں۔ انہوں نے کہا کہ بھائی صاحب! میرا بھی ایک کام کردیں۔ میں نے کہا جی! آپ کے بھائی ڈانٹتے بہت ہیں۔ میں نے کہا: اچھا، میں ان سے بات کروں گا۔ میں نے بات کی تو انہوں نے کہا کہ اصل میں میں Perfectionist ہوں، جب کام Perfect نہ ہو تو مجھے غصہ آتا ہے۔ یہ ہماری بڑی غلط فہمی ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر نبوت ختم ہوئی تو معصومیّت بھی ختم ہوگئی۔ معصومیّت ختم ہوئی تو Perfection بھی ختم ہوگئی۔ شیطان جب ہمیں چھّا مار لیتا ہے تو ہمیں سب اچھا دکھاتا ہے کہ تیرے ورگا جمیا ای کوئی نہیں۔ آپ اس وقت تعوذ پڑھیں، جب بھی آپ کو احساس ہو کہ You are perfect, you are great تو آپ تعوذ کیجیے گا۔ تو ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرمائے گا تو آپ کو اپنی خامیاں کوتاہیاں نظر آئیں گی۔ تو یہ خناس ہمیں ذہن سے نکال دینا چاہیے کہ میں Perfect ہوں۔ None of us is perfect۔ Perfection ختم ہوچکی۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی معصوم نہیں تھے تو پھر ہم کیا ہیں؟ ہم تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاؤں کی خاک سے بھی کمتر ہیں۔ تو Perfection نہیں ہے۔ یہ شیطان کا دھوکا ہے۔

سورۃ النساء کی اسی آیت میں آگے فرمایا گیا کہ اگر تمہیں اپنی بیویوں سے سرکشی کا اندیشہ ہو تو تین Steps بتائے۔ فَعِظُوهُنَّ انہیں سمجھاؤ Counselling کرو۔ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ اور ان کے ساتھ Marital relation (ازدواجی تعلق) کو Suspend کردو، بستروں میں ان سے علیحدگی اختیار کرو۔ وَاضْرِبُوهُنَّ اور انہیں مارو۔ اور نبی اکرم ﷺ نے اس مار کو Define کردیا کہ کیسی مار مارو۔ منہ پر نہ مارو، ایسی مار نہ مارو جس سے جسم پر نشان پڑ جائے۔

تو وہ کیا مار ہوئی؟ بس اشارہ ہی ہے یعنی تین انگلیوں سے، پورا تھپڑ مارنے سے بھی منع کر دیا یعنی صرف ایک Gesture ہے اوراس کے بعد طلاق تک پہنچو۔ کسی بھی سروس میں یہی ہوتا ہے کہ جب کوئی Employee سرکشی کرتا ہے تو پہلے اس کی Counselling کی جاتی ہے پھراس کی سروسز suspend کر کے اس کو Charge sheet (جرم عائد کرنا) کیا جاتا ہے پھراس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے پھر بھی ٹھیک نہ ہوتو اس کی سروسز Terminate کی جاتی ہیں۔ کیا خواتین چاہتی ہیں کہ انہیں پہلے ہی ہلے میں طلاق دے دی جائے۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہمارے گھر کا بسنا زیادہ عزیز ہے ہمارے گھر کی ویرانی کے مقابلے میں۔

تو وَاِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا

اگر آپ ایسا کریں گے تو ہمارے گھر جانے پر ہمارے اہل وعیال خوش ہوں گے۔ ہماری بیویاں سمجھیں گی ہمارا سرتاج آ گیا۔ ہمارے بچے سمجھیں گے ہمارا Protector، ہمارا باپ آ گیا۔ اوراگر ہم یہ طرزِ عمل اختیار نہیں کریں گے اور عام طور پر یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ جب کوئی شخص دیندار ہو جاتا ہے تو یہ بھول جاتا ہے کہ کل تک میں کیا کرتا رہا ہوں۔ اب وہ ایک دم چاہتا ہے کہ میرے بیوی بچے بالکل دیندار ہو جائیں۔ پانچ وقت کے نمازی بھی ہو جائیں اور یہ بھی کریں اور وہ بھی کریں۔ اس بات کو ذرا سمجھئے جس اللہ نے آج مجھے ہدایت دی ہے وہ اللہ تعالیٰ میرے بچوں کو میری بیوی کو بھی ہدایت دے گا۔ میں اپنی ذمہ داری نبھاتا رہوں۔ ایسا نہ ہو کہ میں بہت زیادہ سختی کروں اور جب میں گھر داخل ہوں تو میرے بیوی بچے کونوں کھدروں میں گھس کر جل تو جلال تو......★ پڑھنا شروع کر دیں۔ یہ کوئی اچھے مرد کی نشانی نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ سخت گیری سے بھی عورتوں کو Handel کیا جا سکتا ہے۔ ایک اکھان ہے کہ کسی خاتون نے اپنی سہیلیوں سے کہا کہ ''شکر اے، اَج شوہر جی نے مینوں فٹے منہ آکھیا'' یعنی اس کا شوہر اسے بلاتا نہیں تھا تو اس پر بھی شکر کر رہی تھی کہ آج اس نے مجھے فٹے منہ کیا ہے مجھے بلایا ہے لیکن یاد رکھیے گا یہ مسنون طرزِ عمل نہیں ہے اپنی بیویوں کو Handel کرنے کا مسنون طرزِ عمل کیا ہے؟ وَاِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا (کوتاہی کو معاف کرو، خطا سے درگزر کرو اور قصور کو بخش دو)

★ جل تو جلال تو۔ صاحب کمال تو۔ آئی بلا کو ٹال تو۔ (دعائیہ کلام ہے کہ اللہ بلاؤں سے محفوظ رکھے)۔

اگر آپ کو یہ بات یاد رہے گی کہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے جذباتی بنایا ہے۔ جیسے بچے جذباتی ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے جذبات پر Passions پر کنٹرول نہیں ہے عورت کو بھی نہیں ہے۔ تو ان شاء اللہ آپ کو مایوسی نہیں ہوگی، غصہ نہیں آئے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اپنے بیوی بچوں کو ڈانٹ نہیں سکتے ڈانٹیے لیکن جیسے بچوں کے بارے میں آپ ہر بچے کو مختلف Treat کرتے ہیں ایک بچے کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ یہ بڑا Sensitive ہے اگر میں اس کو ڈانٹوں گا تو یہ Depress ہو جائے گا تو آپ اس کو نہیں ڈانٹتے۔ تو آپ اپنے ذہن میں ایک Dose بناتے ہیں کہ اس کو سال میں ایک دفعہ بھی ڈانٹ دیا جائے تو یہ ٹھیک رہتا ہے لیکن اس بچے کو ہر ہفتے ہلکی پھلکی ڈانٹ پلائی جائے تو پھر یہ Straight رہتا ہے۔ آپ خود Dose طے کر لیں کہ آپ کی اہلیہ کتنی دفعہ ڈانٹ Tolerate کر سکتی ہے اور کتنی دفعہ ڈانٹ کی اس کو ضرورت ہے اس کے مطابق دیں۔ ایک بڑی اہم بات یہ ہے کہ ڈانٹ کو ڈانٹ رہنے دیں، خطاب نہ بنائیں اگر آپ گھر میں تقریر شروع کر دیں گے تو پھر آپ کو جوابی تقریر بھی سننی پڑے گی۔ ڈانٹ 9 سیکنڈ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ سیکنڈ ڈبل Figure میں نہ جائیں۔ بس ڈانٹیں اور وہاں سے نکل جائیں اور تھوڑی دیر کے بعد، جیسے بچے کو آپ کسی بات پر ڈانٹتے ہیں یا سزا دیتے ہیں تو اس کے بعد کوئی Candy وغیرہ لے کے آتے ہیں یا اس کی پسند کی کوئی چیز جیسے کھلونا وغیرہ لے کر آتے ہیں اور اسے پھر آپ مناتے ہیں تو بیوی کو بھی بچوں کی طرح سمجھئے اس کو بھی اگر کبھی مختصر سی ڈانٹ دے کر آپ نکل گئے تو اس کو خوش کرنے کے لیے بھی کوئی لولی پاپ لے کے آئیں۔ ان شاء اللہ آپ کی زندگی بہت خوشگوار ہو جائے گی۔

ازدواجی زندگی کا ایک اہم مسئلہ بہو اور ساس کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلے میں بھی اصل Problem وہی ہے کہ عورت جذباتی ہے اور میں نے ابتداء میں عرض کیا کہ عورت کا سب سے بڑا Weak point دنیا میں اس کی اولاد ہے۔ میرے والد صاحب کے ایک دوست فرمایا کرتے تھے کہ بڑا عجیب معاملہ ہے کہ عورت بڑے چاؤ سے بہو لے کے آتی ہے لیکن جب بہو گھر میں آتی ہے تو اس سے Jealous (حاسد) ہو جاتی ہے کہ اس نے بیٹا مجھ سے چھین لیا۔ اگر آپ کے ذہن میں یہ رہے کہ یہ میری بیوی بھی ایک عورت ہے اور جذباتی ہے اور میری ماں بھی عورت ہے اور جذباتی ہے تو پھر ایک نوجوان پریشان نہیں ہوگا۔ ورنہ چار پانچ ماہ ہوئے ہوں گے کسی نوجوان

کی شادی کو آپ اس کوٹٹول کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ بیچارہ بے حد پریشان ہے یعنی شادی کے بعد خوش وخرم ہونا چاہیے لیکن پریشان نظر آئے گا۔ آپ اس کو پوچھ کے دیکھیں کہ ''گھر وچ رونق لگی ہوئی اے نوں سس (بہواور ساس) دی؟ گھبرانائیں اس توں۔ اساں بھگتی ہوئی اے'' تو وہ ذرا Confidence میں آئے گا۔ اچھا! ایسے ہی ہوتا ہے؟ ایسے ہی ہوتا ہے۔ لیکن فرق کیا ہے؟ بیوی کو Replace کیا جاسکتا ہے لیکن ماں کو Replace نہیں کیا جاسکتا۔ جب بھی بیوی تقاضا کرے کہ آپ کی والدہ نے یہ کیا ہے یہ کیا ہے بس اتنا کہیں کہ وہ میری ماں ہے میں ان کو Replace نہیں کرسکتا۔ سمجھ دار عورت ہوگی تو سمجھ جائے گی اس کا دوسرا جملہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مجھے طلاق دے کر وہ اور بیوی لاسکتا ہے لیکن ماں تو ماں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ رشتہ بنایا ہے اس کو توڑنا، کاٹنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بعض نوجوان اس میں بہت زیادہ Involve ہونے کی کوشش کرتے ہیں (یہ سب بنیادی طور پر شریف بچے ہوتے ہیں) وہ سمجھتے ہیں کہ میری ماں اور میری بیوی کے درمیان غلط فہمی ہے اگر یہ غلط فہمی دور ہوجائے تو شاید گھر میں سکون ہوگا۔ Never ever یہ کبھی نہ کیجیے کہ آپ آمنے سامنے بٹھا کے ان کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کریں۔ یہ صلح کا Process برابر کے لوگوں کے درمیان ہوتا ہے۔ ایک ماں ہے ایک بلند مقام پر ہے اور ایک بیوی ہے جو آپ کی بیوی ہے۔ یہ دونوں مقام و مرتبے کے اعتبار سے برابر نہیں ہیں۔ آپ کے لیے دونوں ہی Important ہیں۔ ایک آپ کی ماں ہے ایک آپ کے بچوں کی ماں ہے۔ آپ کی والدہ بھی آپ کے لیے بڑی قیمتی ہے اور آپ کے بچوں کی ماں بھی آپ کے لیے بڑی قیمتی اثاثہ ہے تو ان دونوں کو ساتھ لے کے چلنا ہے۔ ہاں آپ والدہ کو علیحدہ بات کریں، انہیں کہیں وہ بھی آپ کی بیٹی ہے۔ عام طور پر ہوتا کیا ہے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میری والدہ بڑی سخت ہے وہ میری بیوی کو اس بات پر بھی ڈانٹ دیتی ہے کہ جھاڑو کو وہاں کیوں رکھا یہاں کیوں نہیں رکھا؟ اور یہ ہوتا ہے کیونکہ ساس بال بچوں کے جھنجھٹ سے نکل چکی ہوتی ہے اس کے لیے صفائی اور ستھرائی ممکن ہے لیکن بیوی جو چار بچوں کی ماں ہے کوئی بیمار ہے کسی نے پوٹی کر دی ہے کسی نے Vomiting کر دی ہے۔ اس کے لیے کیسے ممکن ہے اتنی صفائی ستھرائی تو سنتے ادھر سے بھی رہیں سنتے ادھر سے بھی رہیں۔ لیکن اس موقع پر نہیں یعنی ایک دفعہ تو سن لیں اس کی بھی سن

لیں لیکن جب ذرا ٹھنڈا ماحول ہو تو پھر اس کو سمجھائیں، اس کو بھی سمجھائیں۔ اس کے لیے تیار رہیں کہ آپ کی والدہ آپ سے کہے کہ تم بڑے رن مرید ہو۔ لائٹ انداز میں ماں کو سمجھائیں گے کہ امی! کوئی بات نہیں، یہ بھی آپ کی بیٹی ہے۔ اپنا گھر بار چھوڑ کے آئی ہے اور بچے اس نے سنبھالنے ہیں۔ یہ ماں اور بیوی کو سامنے بٹھا کر نہیں کرنا آپ ماں کے کمرے میں کہہ رہے ہوں اتنی اونچی آواز سے کہیں کہ بیوی دوسرے کمرے میں سن لے۔ یہ اللہ کی بندی اسی سے خوش ہو جائے گی کہ آپ نے اس کی طرف داری کی کوئی بات کی ہے۔ اپنی والدہ کے بارے میں بھی بیوی کے کمرے میں کہیں کہ امی کی طبیعت ذرا سخت ہے یہ میں جو تمہارے سامنے کھڑا ہوں یہ انہی کی تربیت کی وجہ سے ہے۔ یہ سارا گھر جو ہمارا چل رہا ہے یہ انہی کی کاوش ہے، بس ذرا طبیعت ان کی سخت ہے، ہم نے بھی Tolerate کیا ہے تم بھی انہیں اپنی ماں سمجھو اور Tolerate کرو۔ ایسا کرنے سے ان شاء اللہ گھر کا ماحول بہتر ہو جائے گا۔

یہ چند گزارشات تھیں جو کہ ازدواجی زندگی سے متعلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرمائے۔ آمین۔

بقیہ از | اسلام اخلاقیات کی اہمیت وافادیت

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ ﷛، قَالَ: ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ)) (مسلم)

''حضرت شداد بن اوس ﷛ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسولِ اکرم ﷺ کی دو باتیں یاد رکھی ہوئی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں اِحسان کا حکم دیا ہے، چنانچہ شکار کرتے اور ذبح کرتے وقت ''احسان'' کو اِختیار کرو، جانور ذبح کرتے وقت چھری تیز کر لیا کرو، تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔''

معلوم ہوا کہ ہر اچھے کام کو عمدہ طریقے اور پختگی سے انجام دینا چاہیے۔ کام کی ادائیگی میں ایسی نفاست اور حسن ہو کہ تمام پہلوؤں سے پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے۔ (جاری ہے)

موسیقی روح کی غذا یا موت

محمود حماد

(لاہور)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہ۔ اَمَّا بَعْد:

جاننا چاہیے کہ حضرت انسان کو اللہ تعالیٰ نے خاص ہی بنایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ آدَمَ وَحَمَلْنَاھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنَاھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیلًاO (اسراء:70)

''اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی''

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِی اَحْسَنِ تَقْوِیمٍO (التّین:04)

''ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے''

فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیہِ مِنْ رُوحِیْ فَقَعُوا لَہٗ سَاجِدِینَO (الحجر:29)

''جب اس کو (صورت انسانیہ میں) درست کرلوں اور اس میں اپنی (بے بہا چیز یعنی) روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا''

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں اس حدیث مبارک کو لائے،

خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ، (اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا)

صوفیاء کرام کے نزدیک آدمی کو الاسماء الحسنٰی سے تعلق (یعنی عکس) اور تخلّق (یعنی برعکس) کی مناسبت ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ الرحیم، الکریم ہے تو آدمی بھی رحیم و کریم ہوسکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ الغنی ہے تو آدمی محتاج و فقیر ہے۔ اگر اللہ المتکبر ہے تو آدمی عاجز و متواضع ہے۔ آدمی مجموعہ ہے روح و بدن کا۔ اگر محض روح ہوتا تو فرشتہ ہوتا اور اگر محض بدن ہوتا تو جانور ہوتا۔ تو حضرت انسان کو روح و بدن دونوں کے پیرائے میں بیان کرنا چاہیے۔ تو اس بدن کے جو حواسِ خمسہ ہیں ان میں کلیدی سمع و بصر ہیں۔ جن کا براہِ راست اثر ہمارے قلب جو روح کا مسکن ہے، اس پر پڑتا ہے۔ قرآن مجید میں سمع و بصر اور قلب کو ساتھ ساتھ رکھا گیا۔

وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا O (الاسراء:36)

''اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہوگی''

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ کَثِیْرًا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ O (الاعراف:179)

''اور ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں۔ ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں پر ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ بالکل چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بھٹکے ہوئے۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں''۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰی سَمْعِهِمْ وَ عَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ O (البقرۃ:07)

''اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب (تیار) ہے''،

صوفیاء کے نزدیک آنکھیں روح کی کھڑکیاں ہیں۔ جو آنکھیں دیکھتی ہیں وہ خواب و

خیال بن جاتا ہے۔ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِى الصُّدُورُ O (غافر:19)''وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو(باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں(ان کو بھی)''۔

ع ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

علماء کرام کی ایک بڑی جماعت کی رائے ہے کہ سماع بصارت سے تاثیر کے اعتبار سے قوی تر ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اکثر و بیشتر سمع ترتیب میں بصر سے پہلے ہے۔نظر صرف آنکھ کی سیدھ میں آتا ہے جبکہ سنائی ہر طرف سے دیتا ہے اور ہماری تعلیمی روایت میں اصل استاد وشاگرد کا رشتہ ہے۔استاد بیان کرتا ہے(تحدیث، حَدَّثَنَا) جس کی شاگرد سماعت کرتا ہے اور شاگرد استاد کو سبق سناتا ہے(اِخبار،اَخْبَرَنَا) تو حاسہ سمع کی اہمیت غیر معمولی ہے۔مزید براں حسن صوت جہاں تن بدن میں سنسنی دوڑاتی ہے اور گردشِ خون تیز کرتی ہے وہاں قلب میں تحریک بھی پیدا کرتی ہے اور بہر حال انسان جمالیاتی ذوق رکھتا ہے، اچھی آواز کانوں میں رس گھولتی ہے اور سماعت خوبصورت آواز سننے کو ترستی ہے اور یہ بھی اللہ کو خوش آتا ہے۔اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. (صحیح مسلم)''بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے''۔

پھر انسان تھک بھی جاتا ہے تو اسے ذہنی تفریح (انٹرٹینمنٹ) کی بھی ضرورت رہتی ہے،

اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا،.........، فَأَعْطِ كُلَّ ذِی حَقٍّ حَقَّهٗ (سنن الترمذی)

''بے شک تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے.........پس تو ہر حق والے کو اس کا حق دے''۔

كُلُّ شَیْءٍ يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ، اِلَّا رَمْیَ الرَّجُلِ بِقَوْسِهٖ، وَتَأْدِيبَهٗ فَرَسَهٗ، وَمُلَاعَبَتَهٗ أَهْلَهٗ، فَاِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ (سنن دارمی)

''ہر وہ چیز جس سے آدمی دل بہلاتا ہے باطل ہے،سوائے آدمی کا کمان سے تیر چلانا،گھوڑے کو سدھانا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا۔کیونکہ یہ چیزیں حق ہیں''۔

تو یہ حضرت انسان کا موضوع کے اعتبار سے مختصر سا تعارف ہوا۔اب آیئے اس حقیقت کی طرف کہ دنیا جادہ ہے، آخرت منزل ہے۔ دنیا دارالامتحان ہے، آخرت دارالجزاء ہے،''اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی''۔اور امتحان وہ ہوتا ہے جہاں درستگی کے ساتھ غلطی کا امکان بھی رہے ورنہ امتحان چہ معنی دارد! دنیا میں امتحان کا ایک جدید اسلوب

MCQs ہے جس میں استاد چار آپشنز میں صحیح ترین جواب کو ٹک کرنے کا مطالبہ کرتا ہے یعنی باقی 3 آپشنز نسبتاً غلط ہوتے ہیں تو ایسے استاد سے تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ ''حضرت صاحب آپ نے 75% پیپر غلط بنایا ہے''۔تو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھیجا تو یہاں مقامِ شکر کے ساتھ مقامِ صبر بھی ہے، نیکی کے علاوہ گناہ کا موقع بھی ہے،

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا O (الدھر:03)

''ہم نے اسے رستہ بھی دکھا دیا۔(اب) وہ خواہ شکر گزار ہو خواہ ناشکرا''

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ O (الانبیاء:35)

''ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔اور ہم تو لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں۔اور تم ہماری طرف ہی لوٹ کر آ گے''

؎ رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے

ہاں یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ ایک مشکل کے ساتھ دو دو آسانیاں ہیں،

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا O اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا O (الشرح:5-6)

''پس یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔بے شک (اسی) مشکل کے ساتھ (ایک اور) آسانی ہے''۔

الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے مجھے انسان بنایا اور سماعت و بصارت سے نوازا، جن سے حاصل شدہ محسوسات کا اثر براہِ راست میرے قلب پر پڑتا ہے اور اخلاقی و روحانی، نورانی و ملکوتی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں اور شیطانی اثرات بھی۔اور دار الامتحان کا تقاضا ہے کہ جہاں سماعت و بصارت کے جائز امکانات ہوں جو میری روح کی غذا بن جائیں اور روح توانا ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا، قرب، رحمت میں خوب سے خوب تر ترقی کرے اور جنت الفردوس کے اعلیٰ ترین درجات چڑھتی چلی جائے، وہاں سماعت و بصارت کے ناجائز امکانات کے پھندے بھی موجود ہیں جو قلب کی روحانی موت کا سبب بن جائیں اور روح اسفل سافلین کے طریق پر جہنم

کے درکات (کھائیاں) میں گہری اترتی چلی جائے۔معاذ اللہ۔

اب ذکر ہوگا خصوصاً سماعت کا،تو دارالامتحان میں حسن صوت کا میں رسیا ہوں جو میری روح پر اچھے یا برے اثرات مرتب کرتی ہے تو ایک ناجائز حسن صوت جس سے شریعت محمدی ﷺ میں روکا گیا وہ موسیقی ہے جو آواز وساز کی صورت میں ہے اور ایک جائز وعظیم الشان حسن صوت قرآن کریم کی تلاوت کی سماعت ہے جس کی ترغیب دی گئی ہے۔ان دونوں کا خصوصی ذکر کیوں؟ کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔مشرکین مکہ کا مشاہدہ تھا کہ قرآن مجید کی مجرد سماعت ہی دل بدل دیتی ہے،تو جب حج کے میلے سجتے تو دور دور راستوں پر بیٹھ جاتے اور عازمین حج وعمرہ سے کہتے کہ مکہ معظّمہ میں (معاذ اللہ) ایک جادوگر ہے جس کا کلام محض کان میں پڑنے سے تم مسحور ہو جاؤ گے تو اپنے کانوں میں روئی اور انگلیاں ٹھونسے رکھنا۔نبی کریم ﷺ تلاوت کا آغاز فرماتے تو مکہ مشرک لوگ غل غپاڑہ شروع کردیتے تاکہ کان پڑی آواز نہ آئے،

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَاتَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَO

(حم السجدہ:26)

''اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھنے لگیں تو) شور مچا دیا کرو تاکہ تم غالب رہو''

سورۂ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌO (لقمان:06)

''اور لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بے ہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کرے اور اس سے استہزا کرے۔یہی لوگ ہیں جن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا''۔

شانِ نزول میں یہ واقعہ ہے کہ مکہ معظّمہ میں نضر بن حارث فارس سے رستم،اسفندیار اور شاہانِ ایران کے قصے لایا اور ایک مغنیہ لونڈی کا بندوبست کیا تاکہ ان انٹرٹینمنٹ کے ذرائع سے قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی تاثیر کا مقابلہ کیا جائے۔تو یہ تو ہماری غیرت دینی کہ مطالبہ

ہے کہ ہم تلاوت وسماعت قرآن مجید کو اختیار کریں اور موسیقی سے پیچھا چھڑائیں۔ پھر قرآن مجید کی تلاوت وسماعت روحانی وقلبی زندوں کے لیے ہے،

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ O لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ O (یٰسین:69-70)

''اور ہم نے ان (پیغمبر) کوشعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ وہ ان کو شایاں ہے۔ یہ تو محض نصیحت اور صاف صاف قرآن (پراز حکمت) ہے تاکہ اس شخص کو جو زندہ ہو ہدایت کا رستہ دکھائے اور کافروں پر بات پوری ہو جائے''

جو دل اللہ کے ذکر سے غافل ہیں وہ میّت یعنی چلتے پھرتے مردے ہیں اور جو گھر اللہ کے ذکر سے خالی ہیں وہ مقبرے ہیں،

عَنْ أَبِى مُوسٰى، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَثَلُ الَّذِى يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِى لَايَذْكُرُ رَبَّهٗ، مَثَلُ الحَيِّ وَ المَيِّتِ (صحیح بخاری)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور وہ آدمی جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

عَنْ أَبِى مُوسٰى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِى يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ، وَ الْبَيْتِ الَّذِى لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ (صحیح مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی مثال ہے''۔

مزید برآں دل اطمینان وسکون، چین وراحت بھی ذکر اللہ سے پاتے ہیں،

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ O

''جو لوگ ایمان لاتے اور جن کے دل اللہ کی یاد سے آرام پاتے ہیں۔ سن رکھو کہ اللہ کی یاد سے دل آرام پاتے ہیں''۔ (الرعد:28)

تو ذکر اللہ کو چھوڑ کر اور خصوصاً ذکر اللہ کی ایک اعلیٰ وارفع صورت سماعت قرآن مجید سے پہلوتہی کر کے کسی ناجائز وحرام ذریعے مثلاً موسیقی کو اختیار کیا جائے تو یہ روحانی وقلبی موت کے

مترادف ہے۔اور المیہ یہ ہے کہ اس روحانی مریض کو اپنے مرض کا اندازہ نہیں کہ کیسے اب اس کا دل موسیقی میں لگتا ہے اور تلاوت وسماعت قرآن مجید سے معاذ اللہ طبیعت بوجھل ہونے لگتی ہے اور دل اچاٹ جاتا ہے۔اسی طرح موجودہ الحاد (خدا بیزاری) اور مذہب بیزاری کا ایک بڑا سبب گانے بجانے اور اس نوع کی انٹرٹینمنٹ میں بے جا انہماک ہے۔سورہ بنی اسرائیل میں ہے:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ

''ان میں سے جس پر قابو پائے اسے اپنی آواز کے ذریعہ راہِ راست سے ہٹا دے''۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے صوت سے مراد گانا بجانا لیا ہے۔یعنی شیطان کا حضرت انسان کے صراطِ مستقیم سے اغوا کرنے کا ایک ہتھیار گانا بجانا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ہماری امت میں جو مکاتب فکر مقبول ہیں تو ان میں جا بجا موسیقی کے ناجائز وحرام ہونے کے فتاویٰ موجود ہیں۔اگر ان فتاویٰ کا جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیل عمومی ہدایات ملتی ہیں۔

آلاتِ موسیقی کو عربی میں ملاہی (لہو) یعنی غفلت میں ڈالنے والی شے کہا جاتا تو آلاتِ موسیقی تو قریباً سب کے ہاں ناجائز وحرام ہیں سوائے دف کے۔اور دف کے جائز ہونے میں بھی شرائط ہیں کہ خوشی مثلاً نکاح کے موقع پر بغیر گھنگھرو کے ہو، (مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ)۔غنا (گانے) کی آواز بغیر ساز کے ہو۔دف کی گنجائش مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ ہے۔مزید برآں کلام فحش، بدعقیدگی اور گناہ پر مبنی نہ ہو۔مخلوط محفل نہ ہو۔خصوصاً عورت مغنیہ کی آواز مرد نہ سنیں۔

اب غنا (گانے) کے چند دیگر نقصانات کا تذکرہ ہو جائے۔غنا شہوت انگیز ہے اور زنا کی طرف راغب کرتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ارشاد ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا O (اسراء:32) ''اور تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے''۔

صاحبِ روح المعانی رحمہ اللہ نے بیہقی رحمہ اللہ کے حوالے سے ابو عثمان اللیثی رحمہ اللہ کی روایت نقل کی ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْغِنَاءَ؛ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ الْحَيَاءَ وَيَزِيْدُ فِي الشَّهْوَةِ وَيَهْدِمُ الْمُرُوْءَةَ

''غنا سے بچو۔کہ وہ حیا کو کم کرتا ہے، شہوت میں اضافہ کرتا ہے، مروت (شرافت)

اور اخلاق کو تباہ کر دیتا ہے''۔ (روح المعانی)

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے: ''الغنا رُقیَۃُ الزِنَا'' (غاث اللہفان لابن القیم)

''گانا زنا کا منتر (دعوت) ہے''۔

غنا نفاق کا سبب ہے،

اَلغنَا یُنبتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ (قول سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حکماً مرفوع)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: الْغِنَاءُ یُنبتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ، کَمَا یُنبتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ (بیہقی فی شعب الایمان)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گانا دل میں نفاق اُگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی اُگاتا ہے''

دورِ فتن میں گانا بجانا عام ہو جائے گا،

لَیَکُونَنَّ مِنْ أُمَّتِی أَقْوَامٌ، یَسْتَحِلُّونَ الحِرَ وَالحَرِیرَ وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ، وَلَیَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰی جَنْبِ عَلَمٍ، یَرُوحُ عَلَیْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، یَأْتِیهِمْ یَعْنِی الفَقِیرَ لِحَاجَةٍ فَیَقُولُونَ: ارْجِعْ إِلَیْنَا غَدًا، فَیُبَیِّتُهُمُ اللّٰهُ، وَیَضَعُ العَلَمَ، وَیَمْسَخُ آخَرِینَ قِرَدَةً وَخَنَازِیرَ إِلٰی یَوْمِ القِیَامَةِ (بخاری، عن ابو مالک الشعری رضی اللہ عنہ)

''میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر رہائش بنائیں گے۔ چرواہے ان کے مویشی صبح و شام لائیں گے اور لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کر دے گا اور پہاڑ کو (ان پر) گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دے گا''۔

لَیَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِی الْخَمْرَ، یُسَمُّونَهَا بِغَیْرِ اسْمِهَا، یُعْزَفُ عَلٰی رُءُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّیَاتِ، یَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَیَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیرَ (ابن ماجہ، عن ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ)

''عنقریب میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے۔ ان کے سروں پر ناچ گانے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو خنزیر اور بندر بنادے گا''۔

سماعت قرآن مجید کے حوالے سے مفید معلوم ہوتا ہے کہ دورِ حاضر کی اس معروف قرآن مجید سے منسوب شخصیت محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا کچھ تذکرہ ہو جائے۔ ان کو حسن صوت کا خاص ذوق تھا تو عین شباب میں جب موسیقی ان پر اثر انداز ہونے کی سعی کرتی تو شعوری طور سے انہوں نے سماعت قرآن کا ذوق پیدا کیا اور 1960ء کی دہائی میں جب فجر کی نماز کے بعد مصری چینل سے قاری عبدالباسط رحمہ اللہ کی پرسوز تلاوت نشر ہوتی تو باقاعدہ ایک ریڈیو خریدا اور فجر کے بعد تمام اہل خانہ کے ساتھ مل کر سنتے اور جاننے والے خوب باخبر ہیں کہ ان کی اولاد میں قرآن مجید کی سماعت کا کتنا ذوق وشوق اب تیسری نسل میں بھی بتوفیق اللہ پایا جاتا ہے۔

آخری نکتہ کہ اب پھر حق کے مقابلے میں باطل صف آرا ہے،

دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردی مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

ارضِ فلسطین لہولہو ہے، قبلہ اوّل پھر امت محمدیہ ﷺ کو پکار رہی ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں لیکن اگر تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالیں تو دشمن خصوصاً یہود نے مسلم نوجوانوں میں دنیا کی محبت اور جہاد سے فرار کے لیے حسن و جمال، منشیات اور فحاشی و باجے گاجے کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے، تو اگر ہم موسیقی کے اسیر ہوئے تو شاید ہمارے بازو بھی شل ہو جائیں گے اور ہم ان مبارک صفوں کا حصہ بھی شاید نہ بن پائیں گے۔ اقبال نے کہا تھا،

ے میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل ، طاؤس و رباب آخر

سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت

باب سوم: سائنسی نظریات کا تجزیاتی مطالعہ اور اس کے اثرات

انجینئر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی سکالر، فیصل آباد)

(ر) طبیعاتی قوانین اور سٹیفن ہاکنگ

باب دوم کی فصل اوّل میں جز (ر) میں ''طبیعاتی قوانین اور اسٹیفن ہاکنگ'' کا جائزہ لیا گیا۔ اس باب کی روشنی میں فصل ھٰذا میں طبیعاتی قوانین کے متعلق اسٹیفن ہاکنگ کے درج ذیل افکار کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا:

(i) بلیک ہول کے متعلق تجزیاتی مطالعہ

(ii) کائنات اور صفات خدا کے متعلق تجزیاتی مطالعہ

(i) بلیک ہول کے متعلق تجزیاتی مطالعہ:

سیاہ شگاف خلا میں نہ دکھائی دینے والا نامعلوم مقام یا منطقہ ہے۔ سینۂ کائنات میں یہ ایسے نامعلوم مقامات ہیں جن کی کھوج آج کے ماہرین فلکیات کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ تاہم ان کے بارے میں بہت ساری معلومات درج ذیل ہیں۔

سیاہ شگاف یا بلیک ہول میں بے پناہ کشش ثقل موجود ہوتی ہے۔ اتنی زیادہ کہ کوئی بے جان و جاندار شے جس کا ہم تصور کریں حتیٰ کہ روشنی کی کرنیں بھی اس کے حصار سے باہر نہیں نکل سکتیں۔ سب سے پہلے 1939ء میں جن اشخاص نے ان کی نشاندہی کی وہ دو امریکی سائنسدان تھے جن کے نام جے رابرٹ اوپن ہائمر اور ہارٹ لینڈ ایس سنڈر تھے۔ اب تک ماہرینِ فلکیات

خلا میں ان سیاہ شگافوں کی موجودگی کو ثابت نہیں کر سکے اس لیے کہ یہ غیر مرئی ہیں لیکن انہوں نے خلا میں ایسے مقامات کی نشاندہی کر دی ہے جن کا دار و مدار محض کشش ثقل کے اثرات پر ہے۔
1970ء کے اوائل میں بعض ماہرین فلکیات نے ایک ستارہ دریافت کیا جو کسی دوسری شے کا حلقہ کیے ہوئے تھا مگر وہ شے جس کا یہ حلقہ کیے ہوئے تھا وہ غیر مرئی تھی اور ستاروں کے ایک جھرمٹ میں موجود تھی۔ اس جھرمٹ کو سگنس کہتے ہیں۔ سگنس ستاروں کا ایک جھرمٹ ہے جو 2 عیسوی میں مصری ماہر نجوم بطلیموس نے دریافت کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اسے بطلیموس کا جھرمٹ یا ''مجمع النجوم'' کہتے ہیں۔ یہ جھرمٹ ہماری کہکشاں میں موجود ہے جو کہ عاقیلہ اور لیراکت جھرمٹوں کے مابین ہے۔ اس میں چھ بڑے ستارے ہیں اور اگر انہیں خطوط کے ذریعے آپس میں ملا دیا جائے تو یہ ایک خوبصورت ہنس کی صورت بناتے ہیں۔ بعض ماہرین فلکیات کا خیال ہے کہ کہکشاں میں موجود یہ سیاہ شگاف کائناتی میٹیریل کا ایک تہائی ہیں۔

اگر بلیک ہول کا وجود ہے تو وہ ہولز یعنی سوراخ یا شگاف نہیں ہیں۔ اس کے برعکس ایک بلیک ہول ایک بہت بڑا مادہ ہے۔ جو سکڑ کر ایک نہایت ہی چھوٹی جسامت اختیار کر لیتا ہے اور بے پناہ کثافت اور قوت ثقل رکھتا ہے۔ بلیک ہول کے متعلق یہ سوچنا بے جا ہے کہ وہ ایک ویکیوم کلینر کی طرح ہیں جو اس کائنات کی ہر چیز کو اپنے اندر کھینچ لے گا۔ ایک بلیک ہول درحقیقت ایک کشش ثقلی میدان ہے اور خاصی دور تک اس کی قوت بتدریج کم ہوتی جاتی ہے۔ مثلاً اگر سورج کی جگہ کوئی سورج کے برابر بلیک ہول رکھ دیا جائے تو ستاروں کے مداروں میں قطعاً کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ چونکہ وہ اس سے کافی دور رہیں گے۔

(ا) سیاہ شگافوں کے بننے کے نظریات:

خلا میں بلیک ہول (سیاہ شگاف) کیسے بنتا ہے؟ اربوں کھربوں سالوں کے بعد ایک ستارہ اپنے ہی وزن (بوجھ) کے تحت اندر کی طرف منہدم ہوتا ہے فنا ہوتا ہے یا موت کی وادی میں چلا جاتا ہے اور اس قدر بھینچ یا دب جاتا ہے کہ اس کے مادے کی کثافت اضافی میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی اپنی روشنی بھی ستارے سے باہر نہیں نکل سکتی چنانچہ جب روشنی ہی اس میں مقید ہو جاتی ہے تو پھر یہ نہ دکھائی دینے والا ستارہ بن جاتا ہے۔ لیکن یہ قریب کی دوسری

کسی بھی محوِ گردش چیز کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔ لہٰذا مختصراً ایک فنا شدہ ستارہ خلا میں ایک گڑھا یا شگاف یا سوراخ چھوڑ جاتا ہے، جسے انگریزی میں بلیک ہول کا نام دیا جاتا ہے۔ جب کوئی ستارہ بلیک ہول بن جاتا ہے تو اس کی جسامت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ سورج کی مثال لیں جو ایک ستارہ ہی تو ہے اس کا قطر تقریباً 865,000 میل 1392000 (کلومیٹر) ہے۔ اگر یہ بلیک ہول میں تبدیل ہو جائے تو پھر اس کا قطر 6 کلومیٹر سے بھی کم ہو جانا چاہیے۔

ایک اور نظریے کے مطابق ایک ستارہ یا فلکی جسم جس کی کمیت سورج سے تقریباً 3 گنا زیادہ ہو تو بلیک ہول میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس طرح یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ عظیم نوتاروں کے دھماکے سے اختتام کے بعد باقی رہنے والے ستارے کی کمیت تین سورجوں کی کمیت کے برابر ہو یا یہ کہیے کہ جب اس کی کمیت سورج سے تین گنا ہو تو کوئی قوت ایسے ستارے کو مرنے سے نہیں بچا سکتی۔ اسی طرح اگر کسی ستارے کا قلب یعنی اندرونی حصہ سورج کی کمیت کا 2 یا 3 گنا ہو تو پھر وہ اپنا انہدام جاری رکھے گا اور اس کا قطر ریاضی کی اصطلاح میں صفر ہو جائے گا اور پھر وہ ستارہ بلیک ہول میں تبدیل ہو جائے گا۔

(ب) سیاہ شگافوں کی کھوج:

بلیک ہول ایک اہم کائناتی راز ہے۔ چونکہ یہ غیر روشن اور عموماً چھوٹے قطر کے ہوتے ہیں اس لیے خلا میں ان کی کھوج ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ اس کی کھوج اس بات پر مبنی ہے کہ کوئی بھٹکی ہوئی شے یا کوئی بھٹکا ہوا مادہ اپنی حاصل کردہ توانائی کو ایکسرے میں تبدیل کر دیتا ہے تو ان شعاعوں کی کھوج لگائی جاتی ہے۔ بیشتر اس کے کہ بلیک ہول اس شے یا مادے کو ہڑپ کر جائے۔ 1971ء میں ایک مصنوعی سیارچہ خلا میں چھوڑا گیا تھا جو شاید دنیا کا پہلا بہترین ایکسرے سیارچہ تھا۔ اس نے سگنس ایکس ون یعنی ستاروں کے ایک جھرمٹ سے خارج شدہ ایکسرے کو دریافت کیا۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایکسرے سیارچے کہیں ان سیاہ شگافوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں یا آئندہ کریں گے تاہم یہ سیاہ شگاف ماہرینِ نجوم کے لیے ایک بہت بڑے چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(ج) آخر میں تمام کائنات بلیک ہول میں تبدیل ہو جائے گی:

گزشتہ اور موجودہ صدی کے تمام ماہرینِ فلکیات و منجم اس بات پر متفق ہیں کہ ابتدائی

کائنات کی آفرینش آگ کے ایک مخیم گولے سے وجود میں آئی جس میں اشعاع اور مادہ دونوں توازن میں تھے۔اس میں سے مادے یا اشعاع کا اخراج ممکن نہ تھا۔ چونکہ یہ سب کچھ اسی آتشی گولے میں مرتکز تھا اور تمام خلا بھی لہٰذا اشعاع کے باہر جانے کیلئے کوئی جگہ نہ تھی۔اس نقطے کو سامنے رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ کائنات کی ابتدائی حالت بھی ایک گرم ترین بلیک ہول کی تھی جس سے ہماری موجودہ کائنات کی تخلیق ہوئی اور پھر آخر میں اس کا انجام بھی بلیک ہول یا سیاہ شگاف کی صورت ہی میں ہوگا۔ اگر تمام ستارے یکے بعد دیگرے بلیک ہول میں تبدیل ہوجائیں تو پھر ہمارا یہ نظامِ شمسی اور ساری کائنات بلیک ہول کی صورت میں اختتام پذیر ہوگی۔

چونکہ سیاہ شگاف ایک ستارے کا پراسرار مقبرہ ہے اور یہ تمام مادی اشیا اور وقت کو کھینچ کر اپنے اندر چھپالیتا ہے۔تو کیا یہ منتقلی اس طرف اِشارہ نہیں کرتی کہ موجودہ کائنات کی بلیک ہول میں تبدیلی دوسری دنیا میں داخل ہونے کا دروازہ ثابت ہوگی یا پھر شاید یہی روزِ محشر ہوگا اور بلیک ہول ہی وہ پل صراط ہوگا جہاں سے گزر کر انسان دوسرے جہاں میں داخل ہوجائے گا۔قرآن کی سورت واقعہ میں شاید کائنات کے ان نامعلوم مقامات کی طرف اشارہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ O وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ O (واقعہ:75-76)

''ہمیں تاروں کی منزلوں کی قسم اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔''

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک انتہائی اہم راز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ہمارے علمائے کرام آیت میں آنے والے الفاظ ''مواقع النجوم'' کا ترجمہ ستاروں کا گرنا یا چھپنا کرتے ہیں لیکن ان سے مراد کائنات کے وہ تمام نامعلوم مقامات ہیں جہاں ستارہ فنا ہوکر غائب ہوجاتا ہے اور اب ان کو بلیک ہول یا سیاہ شگاف کہا جاتا ہے۔

(ii) کائنات اور خدا کے متعلق تجزیاتی مطالعہ:

تمام عالم اور اس میں جو کچھ بھی ہے وہ طبیعاتی قوانین کے تابع ہے۔اگر یہ قوانین ذرا بھی مختلف ہوتے تو یہاں کسی بھی باشعور زندگی کا تصور محال ہوتا تمام عالم میں اربوں ستارے اور کہکشائیں اور ان بے شمار کہکشاؤں میں ان گنت سیارے اور ان سیاروں میں اِک سیارہ ہماری زمین اور ہماری زمین میں کھربوں باشعور مخلوقات کا وجود۔ان تمام آسمانی اجسام اور ان میں

طبیعاتی قوانین کی انتہائی درست ترتیب اور باشعور مخلوق کی موجودگی کس بات کی نشاندہی کرتی ہے؟ ناگزیر اور سادہ جواب یہی ہے کہ یہ قطعاً کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ دلیل اسلامی بنیاد رکھتی ہے۔ قرآن آسمانی اجسام، دن اور رات کے پلٹنے اور تمام طبعی مظاہر کے بارے میں ذکر کرتا ہے۔ اللہ نے ان تمام چیزوں کو عظیم الہامی توازن کے ساتھ تخلیق کیا ہے یعنی الہامی توازن اور الہامی درستگی دونوں شامل ہیں۔

عربی میں لفظ ''میزان'' کے کئی مطالب ہیں۔ یہ لفظ میزان نشاندہی کرتا ہے کہ کائنات انتہائی درستگی، توازن اور ہم آہنگی کے ساتھ بنائی گئی ہے۔ قرآن کی بہت سی آیات کائناتی درستگی، ترتیب، ڈیزائن اور ہم آہنگی کو بیان کرتی ہیں۔ کائنات کی نفیس ہم آہنگی کے مختلف پہلو ہیں۔ اگر کائنات کے قوانین کا وجود نہ ہوتا تو زندگی خاص طور پر شعور رکھنے والی پیچیدہ زندگی کبھی ممکن نہ تھی۔ دوسری بات یہ کہ کائنات میں دلکش ترتیب دکھائی دیتی ہے۔ جس طرح سے آسمانی اور دوسرے اجسام کو ترتیب دیا گیا ہے وہ زمین پر زندگی کے معاون ہیں۔ نفیس ہم آہنگی کے ان مختلف پہلوؤں سے وابستہ تمام معلومات اس بات کی مضبوط دلیل ہیں کہ کائنات کو پیچیدہ اور حساس زندگی کی پناہ کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ قرآن کی متعدد آیات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ اللہ نے کائنات کو حسن تدبیر اور اندازے سے تخلیق فرمایا ہے:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ (یونس:3)

''تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے، جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش (تخت شاہی) پر قائم ہوا وہی ہر ایک کا انتظام کرتا ہے۔''

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا (فرقان:2)

''وہی کہ آسمان اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور جس نے (کسی کو) بیٹا نہیں بنایا اور جس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔''

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (القمر:50)

''اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔''

کائنات میں موجود نظم وضبط کے متعلق البرٹ آئن سٹائن نے یوں اظہار کیا:

''میں ایک منکر خدا نہیں ہوں اور مجھے نہیں لگتا کہ میں خود کو وجودی کہہ سکتا ہوں۔ ہماری حالت ایک ایسے چھوٹے بچے کی سی ہے جو ایک بہت بڑی لائبریری میں داخل ہو گیا ہے جو مختلف زبانوں میں لکھی گئی کتابوں سے بھری پڑی ہے۔ بچہ جانتا ہے کہ یہ کتابیں ضرور کسی نے لکھی ہوں گی مگر اسے یہ معلوم نہیں کہ کیسے؟ وہ ان زبانوں کو نہیں سمجھ سکتا جس میں وہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ بچے کے ذہن میں ایک مدہم سا خیال ہے کہ ان کتابوں کے انتظام میں کوئی راز کوئی ترتیب پوشیدہ ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ وہ ترتیب کیا ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ خدا کی ذات کے حوالے سے بہت ذہین انسان کا رویہ بھی اِسی قسم کا ہے۔ ہم اس کائنات کو ایک شاندار ترتیب میں دیکھتے ہیں یہ مختلف قوانین کی پابند نظر آتی ہے۔ مگر ہم ان قوانین کو بے حد مدھم سا جانتے ہیں۔ ہمارے محدود ذہن اس پراسرار قوت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جس نے انہیں چلایا ہے۔''

1۔ خالق کا انکار ناممکن ہے:

اسلامی علماء اور مفکرین نے ایک ڈیزائنر اور خالق کی ضرورت واضح کرنے کے لیے جگہ جگہ کائناتی ڈیزائن کی طرف متوجہ کیا ہے مثلاً امام غزالی لکھتے ہیں:

''ایک انتہائی ادنیٰ ذہن بھی زمین وآسمان کے عجائبات، جانوروں اور پودوں پر غور کرنے کے بعد اس حقیقت سے کیسے آنکھ چرا سکتا ہے کہ یہ حیران کر دینے والی دنیا اپنے تمام عجائبات اور ترتیب کے لیے کسی خالق کی محتاج نہیں، جس نے اس کو ڈیزائن کیا، ترتیب دیا اور چلایا۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (حم السجدہ:9)

''کہو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا۔ اور (بتوں کو) اس کا مد مقابل بناتے ہو۔ وہی تو سارے جہان کا مالک ہے۔''

مزید فرمایا:

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (نوح:15)

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے سات آسمان کیسے اوپر تلے بنائے ہیں۔''

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ ایک ملحد کے ساتھ مباحثہ کرتے ہوئے ڈیزائن آرگومنٹ کو کامیابی سے پیش کرتے ہیں:

''اس سے پہلے کہ ہم بحث کا آغاز کریں مجھے یہ بتایئے کہ آپ کا ایک ایسی کشتی کے بارے میں کیا خیال ہے جو خود بخود بغیر کسی کنٹرول کرنے والے، چلانے والے کے دریا کے کنارے آتی ہے، سارا سامان خود لادتی ہے اور واپس ہوتی اور اپنی منزل پر لنگر انداز ہو کر وہاں خود سامان اُتارتی ہے؟ جواب ملا یہ ناممکن ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا تو امامؒ نے ان سے فرمایا کہ اگر ایک کشتی کے لیے خود سے یہ سب کرنا اور چلنا محال ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ اتنی بڑی دنیا تمام لوازمات کے ساتھ خود بخود چل رہی ہو؟''

2۔ زمین پر ہی انسان کی زندگی کے موافق حالات موجود ہیں:

حقیقتاً یہ کائنات بہت شاندار طریقے سے ترتیب دی گئی ہے اور یہ ترتیب بہت پیچیدہ ہے۔ اگر یہ ترتیب مختلف ہوتی تو یہ تقریباً ناممکن تھا کہ انسانی زندگی یہاں پھل پھول سکتی۔ زندگی کے لیے معاون ہمارے سیارے کی ایک اہم خصوصیت اس کا سورج سے فاصلہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ:22)

''جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کے لیے انواع واقسام کے میوے پیدا کیے۔ پس کسی کو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ۔ اور تم جانتے تو ہو۔''

مزید فرمایا:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ O

''اور ہم ہی نے زمین میں تمہارا ٹھکانہ بنایا اور اس میں تمہارے لیے سامان معشیت پیدا کیے۔ (مگر) تم کم ہی شکر کرتے ہو۔'' (الاعراف:10)

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَاَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَاَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ O

''اور زمین کو بھی ہم ہی نے پھیلایا اور اس پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیے اور اس میں ہر ایک سنجیدہ چیز اُگائی۔'' (الحجر:19)

3۔تمام ستاروں اور سیاروں کے مدار مقرر ہیں:

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ (ابراہیم:33)

''اور سورج اور چاند کو تمہارے لیے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں۔اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا۔''

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ O (الانبیا:33)

''اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بنایا۔(یہ) سب (یعنی سورج اور چاند اور ستارے) آسمان میں (اس طرح چلتے ہیں گویا) تیر رہے ہیں۔''

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ O (الرحمٰن:05)

''سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں۔''

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ O (یٰسین:38)

''اور سورج اپنے مقرر رستے پر چلتا رہتا ہے۔یہ (خدائے) غالب اور دانا کا (مقرر کیا ہوا) اندازہ ہے۔''

کثیر کائناتی مفروضہ:

کثیر کائناتی مفروضہ کا سب سے مشہور بیانیہ جو کہ اکثر ماہرین فلکیات کی جانب سے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کائناتیں طبعی قوانین کے تحت تشکیل پاتی ہیں یعنی اس طرح یہ سب لوگ

یہ مانتے ہیں کہ طبعی قوانین کا موجود ہونا ضروری ہے جو کہ اس کائنات اور دیگر کائناتوں کے وجود میں آنے کے ذمہ دار ہیں۔اس بیانیہ کا مسئلہ یہ کہ ان قوانین کے موجود ہونے پر یقین لانا خدا پر ایمان لانے سے زیادہ مشکل امر ہے۔کیونکہ اس طرح ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ قوانینِ فطرت جادوئی طور پر خود ہی ظاہر ہوگئے۔مزید یہ کہ ہمارا علمی حق ہوگا کہ ہم یہ سوال کریں کہ یہ قوانین فطرت کہاں سے نمودار ہوئے ہیں۔سب سے اہم یہ کہ ان قوانین کا اپنے آپ سے ایسے ڈیزائن میں وجود میں آنا لازمی ہے، جس سے ایسی ایک کائنات بنے، جو ہمارے وجود کو ممکن بنائے۔

پروفیسر ریچرڈسون گبرن کا کثیر کائناتی مفروضہ کے بارے میں خیال ہے کہ:

> ''یہ ایک مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک کائنات کی خصوصیات کو بیان کرنے کے لیے اربوں کھربوں کائناتوں کے وجود کا مفروضہ پیش کیا جائے جبکہ ایک ذات (خدا) کا ماننا یہی کام کرسکتا ہے۔''

چنانچہ ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ اس مفروضے کے ماننے والے صرف نظم کائنات اور فائن ٹیوننگ تک ہی محدود ہیں۔مزید برآں، اگر کثیر کائناتی مفروضہ صحیح بھی ہو تو اس سے خدا کے وجود پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ (جاری ہے)

مصادر و مراجع

1۔ فضل کریم، پروفیسر، ڈاکٹر، کائنات اور اس کا انجام (قرآن اور سائنس کی روشنی میں)، فیروزسنز لاہور

2۔ Jammer M., Einstein and Religion, Princeton university Press.P.1, Princeton.NJ,1999

3۔ Al-Risala al-Qudsiyya (The Jerusalem Epistle), Al-Ghazalis Tracton In the Islamic Quarterly, 9:3-4, (1965) dogmatic theology

4۔ Ibn Abi Al Izz (2000) Commentary on the creed of at Tahawi. Translated by M. Abdul Haqq Ansari. Riyadh: Institute of Islamic and Arabic science in America, p.9

5۔ Flew.A., There is a God, P:119, 2007

اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیّت واِفادیّت

3

مولانا امین عزیز بھٹی حفظہ اللہ
(بشکریہ ہفت روزہ الاعتصام، لاہور)

۲۔عدل وانصاف کی ہمہ گیری:

چونکہ عدل وانصاف انسانی زندگی کے انفرادی واجتماعی تمام پہلوؤں پر مشتمل ہے، اس لیے زندگی کے تمام حالات میں عدل وانصاف کی ضرورت رہتی ہے۔ معاشی ومعاشرتی، اجتماعی و انفرادی، مذہبی وسیاسی اور حکومتی سطح پر بھی عدل وانصاف اتنا ہی ضروری ہے جتنا کسی انسان کی ذاتی زندگی میں ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نکات قابل غور ہیں:

اولاً: اللہ تعالیٰ کے حقوق میں عدل: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی ذات پر ایمان لائیں، توحید کو مانیں اور اس کی عبادت بجالائیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں کیوں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ظلم عظیم سے تعبیر کیا ہے۔

ثانیاً: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں عدل: جس طرح اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی رعایت کرنا بھی ازحد ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں آپ پر ایمان لانا، آپ کو خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرنا، آپ کی اطاعت وفرماں برداری کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونا اور دین میں بدعات وخرافات سے بچتے رہنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں افراط وتفریط کا شکار نہ ہونا اور ان کی شان میں غلو سے پرہیز کرنا شامل ہے۔

ثالثاً: لوگوں سے معاملات میں عدل: لوگوں کے ساتھ معاملات کرتے وقت عدل و انصاف پر قائم رہنا تقویٰ و پرہیز گاری کی علامت ہے۔ دوسرے لوگوں میں والدین، قرابت دار، زوجین، اولاد، پڑوسی، ملازمین، مالک مکان، کرایہ دار، اساتذہ، شاگرد، حاکم، ورکرز، محلّہ دار اور وہ تمام لوگ شامل ہیں جن سے ہمارا کسی بھی سطح پر کوئی واسطہ پڑتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَ اسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ؁ (الشوریٰ:۱۵)

''سو (اے پیغمبر!) آپ اسلام کی دعوت دیں اور جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر مضبوطی سے جمے رہیں اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور اعلان کر دیں کہ اللہ نے جو کتاب بھی اُتاری ہے میں اس پر ایمان لایا ہوں اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل و انصاف کا فیصلہ کروں، یاد رکھو! اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے اور تمہارا بھی، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، ہمارے اور تمہارے درمیان مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں رہی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ہم سب کو جمع کرے گا اور بلاشبہ اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔''

رابعاً: اپنی ذات کے ساتھ عدل: جس طرح دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا اور ان میں عدل و انصاف قائم کرنا ضروری ہے اسی طرح اپنی ذات کے ساتھ عدل و انصاف کرنا بھی از حد ضروری ہے۔ اپنی ذات پر ظلم و تشدد اور بے انصافی اتنی ہی معیوب ہے جتنی کسی دوسرے کے ساتھ زیادتی معیوب ہے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم فرما دی تھی، چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنے بھائی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ٹھہرے تو دیکھا کہ ان کے میزبان رات کو حسبِ ضرورت آرام کرنے اور اپنے گھر والوں کو وقت دینے کی بجائے ساری رات نماز میں کھڑے ہو کر عبادت کرتے رہتے ہیں، اس پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے

ان سے کہا:

إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ سَلْمَانُ)). (صحيح بخاري، رقم: ١٩٦٨)

''بے شک آپ کے رب کا آپ پر حق ہے، اسی طرح آپ کے نفس کا بھی آپ پر حق ہے، آپ کی بیوی کا بھی آپ پر حق ہے تو ہر صاحب حق کو اس کا حق ادا کیجیے۔ نبی اکرم ﷺ کو جب یہ واقعہ بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا ہے۔''

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلام اور قرآنِ حکیم کا اصل مخاطب فرد ہی ہے، چنانچہ اسلام ہر فرد سے تقاضہ کرتا ہے کہ وہ اپنی ذات کا خیال کرے، اپنے نفس کا تزکیہ واصلاح کرے اور اپنے آپ کو ہلاکت، گناہ، ضلالت، گمراہی اور ناانصافی وزیادتی سے بچائے۔

خامساً: اہل وعیال کے ساتھ عدل: اگرچہ والدین، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آنا بہت اہم ہے، تاہم اہل خانہ اور اولاد کے ساتھ عدل وانصاف پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء:۱۲۹)

''بیویوں کے درمیان پورا عدل اگر تم چاہو بھی تو نہیں کر سکتے، لہٰذا (حتی المقدور کوشش کرو کہ) کسی ایک کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری لٹکتی رہ جائے، ہاں اگر اپنے آپ کو درست کرتے رہو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد اس طرح نقل ہوا ہے: ((فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ)) (متفق عليه)

''تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل وانصاف کو قائم رکھو۔''

مذکورہ بالا آیات مبارکہ واحادیث نبویہ کے مطالعے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بے شمار

اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ فاضلہ کا تعلق عدل و انصاف کے ساتھ مربوط ہے۔ جب عدل انسان کی عادات و اطوار میں رَس بس جاتا ہے تو انسان کے اخلاق اپنے آپ ہی درست ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ جہاں اعتدال، میانہ روی، مساوات، انصاف، حق گوئی اور عجز و انکسار کو اپناتا ہے وہاں ظلم و زیادتی، جبر و تشدد، حق تلفی و زبردستی، جھوٹ، فریب، دھوکا، ملاوٹ، بے انصافی، بے ایمانی، گلہ، بدخوئی، بدکاری، بے حیائی اور اس قسم کی بیسیوں بیماریوں سے اجتناب کرتا ہے۔

2 احسان

آیت مبارکہ میں دوسرا حکم احسان کے بارے میں ہے۔ احسان کا مادہ ''ح س ن'' ہے جس کے معنی خوب صورت عمدہ اور دلکش کے ہیں۔ حسن ایک ایسا وصف ہے جو ظاہری و باطنی لحاظ سے پُرکشش ہوتا ہے، یعنی وہ قلبی، عقلی اور حسی اعتبار سے خوب صورتی کی اعلیٰ مثال ہوتا ہے۔ اسی سے باب افعال کا مصدر ''إحسان'' ہے۔ گویا ''احسان'' ایسے عمل کو کہتے ہیں جس میں حسن و جمال اور خوب صورتی کی ایسی شان موجود ہو کہ ظاہر و باطن میں حسن ہی حسن ہو اور اس میں کسی قسم کی کراہت اور ناپسندیدگی کا امکان تک نہ ہو۔

جب کوئی اچھا کام ایسے طریقے سے انجام دیا جائے کہ اس میں حسن و جمال، شان و شوکت اور خوب صورتی کا عنصر نمایاں ہو جائے تو وہ کام احسان کے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔ مثال کے طور پر عبادتِ الٰہی سب سے مقدس و محترم کام ہے، مگر جب عبادت گزار اسے ایسے طریقے سے انجام دیتا ہے کہ اس میں خشوع و خضوع، خوف و رجا، عجز و تذلل، عبدیت اور خشیت و اطاعت کا اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے تو وہ عبادت مرتبۂ احسان میں ڈھل جاتی ہے جس میں عبادت گزار ایسے محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنے معبود و مسجود کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔ ایسے عبادت گزار کو ''محسن'' کہتے ہیں۔

احسان کی جامعیت:

''احسان'' سے مراد محض نیکی، اچھائی، حسن سلوک اور دوسروں سے بھلائی و خیر خواہی ہی نہیں بلکہ یہ تمام قسم کی نیکیوں میں درجۂ کمال کا نام ہے، پھر ''احسان'' کسی خاص نیکی یا عبادت میں منحصر و مقید نہیں بلکہ یہ عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معیشت و معاشرت کے تمام پہلوؤں کو شامل ہے۔ حدیث میں ہے: (باقی برصفحہ 28)

ہماری قربانیاں

ایوب بیگ مرزا

(بشکریہ ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور، جلد 32، شمارہ 24)

............یہ شمارہ جب قارئین کے ہاتھوں میں ہوگا تو عیدِ قرباں قریب ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ یہ دن ایک ایسے واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لیے مناتی ہے، جس کے بارے میں بلا خوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ انسانی تاریخ میں وقوع پذیر ہونے والے حیران کن اور عظیم ترین واقعات کی جب بھی کوئی فہرست بنائی جائے گی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ عمل، یہ کارنامہ، یہ محیر العقل قدم کہ اپنے رب کے حکم پر، اُس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے اپنے جواں سال بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی، یقیناً سرفہرست ہوگا۔ انسانی تاریخ کا یہ ایسا واقعہ ہے کہ ممتحن خود پکار اُٹھا کہ بس بس تم کامیاب قرار پائے، تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ اللہ کے آخری نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔'' ستاسی سال کی عمر میں اولادِ نرینہ کی نعمت سے نوازے جانے والے باپ نے سو سال کی عمر میں اپنے 13 سالہ اکلوتے بیٹے کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹا دیا۔ انسانی فطرت کو سمجھتے ہوئے اور بیٹے کے لیے باپ کے جذبات کا اندازہ کرتے ہوئے یہ بات آسانی سے کہی جاسکتی ہے کہ کسی بھی باپ کا اپنی جان کو قربان کر دینا، خاص طور پر اس عمر میں، اپنے بیٹے کو قربان کر دینے کی نسبت انتہائی کمتر درجہ کی قربانی ہے۔ حالانکہ ہزاروں سال میں انسان نے یہ جانا اور صحیح جانا کہ اپنی جان

سے بڑھ کر کوئی شے عزیز نہیں ہوتی۔

ہمیں یہاں قربانی کے مسائل اور فضائل بیان کرنا مقصود نہیں، وہ تو علماء کرام بیان کرتے رہتے ہیں۔صرف یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر دو اور دو چار کی طرح واضح کر رہا ہے کہ دنیا میں انسان کی عزیز ترین متاع بھی اللہ کے حکم کے مقابلے میں سرے سے کوئی وقعت، کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ وہ اپنی آخری کتاب قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں فرماتا ہے: ''اور ہم نے نہیں پیدا کیا جن و انس کو مگر اپنی بندگی کے لیے۔'' (الذاریات:56) انسان کا مقصد پیدائش ہی اللہ تعالیٰ کی بے چون و چرا اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ پھر یہ کہ جو کچھ دنیا میں ہمارے پاس ہے، وہ اُسی کا فضل ہے اور اُسی کا عطا کردہ ہے۔ گویا ہم اُسی کا دیا ہوا، اُسی کے حضور پیش کرتے ہیں اور وہ اپنی رحمت کے صدقے اسے ہماری طرف سے قربانی قرار دے دیتا ہے۔لیکن آج اُمتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت نے اس قربانی کو کیا بنا دیا ہے؟ حلال روزی کے شرعی تقاضوں کو بالائے طاق رکھو، جیسی چاہو حرام خوری کرو، دوسروں کے حقوق پر ڈاکے ڈالتے رہو، رشوت ستانی اور بلیک مارکیٹنگ کا بازار گرم رکھو، بے حیائی کا ارتکاب کرو اور پھر جو چاہو کرتے چلے جاؤ، لیکن عید پر لاکھوں روپے کی مالیت کا عظیم الجثہ جانور قربان کر دو اور پھر اس سارے اجر و ثواب کا خود کو حقدار سمجھو جس کا ذکر احادیث مبارکہ میں کیا گیا ہے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی آخری کتاب میں صاف صاف فرماتا ہے کہ جانور کا گوشت یا خون اس تک نہیں پہنچتا بلکہ اصلاً تقویٰ درکار ہے۔یعنی خلوص اور نیک نیتی سے کیا گیا عمل۔ ہم نے انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر قربانی کے فلسفے کو سمجھنے اور جاننے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی۔ بچے قربانی کے جانوروں سے دل بہلاتے اور کھیل کود کرتے اور بڑے گوشت کھانے اور کھلانے کے علاوہ قربانی کا کوئی تصور ہی نہیں رکھتے۔کوئی نفسانی خواہشات کو قربان کرنے کو تیار نہیں، کوئی اپنے حقوق کی قربانی کرنے کو تیار نہیں۔ کسی کو شریعت کے تقاضے پورے کرنے کی فکر نہیں۔امیر غریب پر مسلط ہے اور اُس پر ظلم وستم ڈھا رہا ہے اور غریب سر توڑ کوشش کر رہا ہے کہ وہ بھی امیر ہو جائے وار پھر جو کچھ ظلم اُس پر ہوتا رہا وہ اس سے بھی بڑھ کر کرے۔

انفرادی سطح پر یہ کچھ ہو رہا ہے اور معاشرہ چونکہ افراد سے ہی تشکیل پاتا ہے لہٰذا

معاشرے کے لیے الگ طور پر کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ حکمرانوں کا تصور یہ بن چکا ہے کہ حکومت ملنے کا مطلب عیش وعشرت کا حصول اور ملکی وسائل کی لوٹ کھسوٹ ہے۔ اُنہیں نہ عوام کی صحت کی فکر ہے اور نہ تعلیم وتربیت سے مطلب ہے۔ حکومت دن رات کرسی بچانے کی فکر میں رہتی ہے اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے سیاست دان حکومت مخالف نت نئی تحریکیں اٹھانے کے علاوہ کچھ کرنے کو تیار نہیں۔ ریاستی اداروں کی حالت مختلف نہیں۔ ہم اداروں کی کارکردگی پر کئی صفحات سیاہ کر سکتے ہیں لیکن بقول سابق برطانوی وزیراعظم چرچل، انصاف کی فراہمی ریاستی سلامتی اور تحفظ کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ یعنی وہی ریاست سلامت اور محفوظ رہتی ہے جس میں عدل قائم ہو۔ لہٰذا ہم صرف اپنے عدالتی نظام کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں گے۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں توہینِ عدالت کا عصا اژدھا بن کر ہمارے اس معصوم سے جریدے کو ہڑپ کر سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا عدالتی نظام ہماری اشرافیہ کی چوکھٹ پر سربسجود رہتا ہے۔ یہ انصاف غریب کی رسائی سے کوسوں دور ہے۔ ہمارا قانون آنکھیں رکھتا ہے۔ یہ طاقتور کے سامنے کورنش بجا لاتا ہے اور کمزور پر کوڑا بن کر برستا ہے۔ ہماری عدلیہ کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں۔ یہ عدالتی نظام وردی سے خوفزدہ ہو کر عوامی وزیراعظم کو پھانسی لگا دیتا ہے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ اسے عدالتی قتل بھی تسلیم کر لیا جاتا ہے اور کسی ''طاقتور'' کے خلاف کسی صورت کچھ کرنے کو تیار نہیں ہوتا، چاہے آئین اور قانون ملیامیٹ کر دیا جائے۔ بہرحال یہ تو ہم نے قارئین کو تاریخ کی چیخ سنوائی ہے اور تاریخ کی چیخ و پکار کبھی نہیں رکتی، چاہے مائی لارڈ کتنے ہی زوردار انداز سے ہتھوڑا میز پر مارتے رہیں۔

نجی اور احتجاجی سطح پر اس پس منظر میں کہ دھن اور دھاندلی کا معاشرے میں تسلط ہو تو قربانی کے لیے مطلوب تقویٰ ناپید ہوگا اور اخلاص اور نیک نیتی کہاں سے آئے گی؟ اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ کم از کم مسلم معاشرہ کبھی بھی ایسے صالح لوگوں سے مکمل طور پر خالی نہیں ہوتا جن سے اللہ راضی ہوتا ہے اور جو اللہ سے راضی ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان انگلیوں پر شمار کیے جانے والے صالحین نے ہی اس خستہ ریاست کو کندھا دے کر گرنے سے بچایا ہوا ہے۔ لیکن قوم کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اتنے کم لوگ اتنی بڑی قوم کو سہارا دے کر کب تک کھڑا رکھ سکیں گے؟ مسلمانانِ

پاکستان کو کچھ کرنا ہوگا۔ اس سے پہلے کہ ان صالحین کے کندھے جواب دے جائیں۔ کرنے کا اصل کام یہی ہے کہ قربانی کے جانور کی گردن پر چھری پھیرنے کے ساتھ ساتھ اپنی ناجائز خواہشات پر بھی چھری چلائیں۔ اپنے نفس پر قابو کریں۔ پھر یہ کہ ذاتی طور پر اللہ اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری اختیار کریں اور اجتماعی سطح پر نظامِ عدل وقسط قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ اگرچہ برائی کو دل سے برا جاننا بھی کسی درجہ میں ایمان کی موجودگی کا ثبوت ہے، لیکن ہمارا قومی جسد جتنے خوفناک عوارض کا شکار ہو چکا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سے آگے بڑھ کر کم ازکم زبان سے برائی کے خلاف جہاد شروع کریں۔ آج کا دور زبان درازی کا دور ہے۔ سیکولر میڈیا کی گزگز لمبی زبانیں بے خدائی اور بے حیائی کے بیج بو رہی ہیں۔ انہیں جواب دینا ہوگا، لیکن شائستگی کے ساتھ، حکمت کے ساتھ! اللہ رب العزت سے مدد طلب کرتے ہوئے، اس دعا کے ساتھ کہ جلد وہ وقت آئے کہ ہم اللہ اور دین کے دشمنوں کا ہاتھ سے مقابلہ کر سکیں۔ پھر وہ نظام قائم ہوگا جس میں اکثریت متقین کی ہوگی اور ان کی قربانی، اخلاص اور نیک نیتی کی بنیاد پر ہوگی، جسے اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت بخشے گا۔ ان شاء اللہ!

ہماری مسلمانانِ پاکستان سے درخواست ہے کہ وہ جانوروں کی قربانی ضرور کریں کہ یہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت ہے، یہ رب ذوالجلال کے پاک اور مقدس گھر کے معمار باپ بیٹا کی سنت ہے، یہ اُس عظیم ہستی کی سنت ہے جس کے پاک وجود نے آتش کدہ کو گلشن بنا دیا، لیکن یاد رکھیں کہ نیک نیتی اور تقویٰ یعنی عمل صالح قربانی کی بنیادی شرط ہے۔ اللہ رب العزت ہماری صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے اور ہماری قربانیاں قبول فرمائے۔ آمین!

> براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
> ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

تیسری عالمی جنگ کیلئے صف بندی ہو رہی ہے! مگر امت مسلمہ کہاں کھڑی ہے؟

ابو فیصل محمد منظور انور

یہ فقرہ لکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

اللہ رب العالمین کی طرف سے ابتدائے آفرینش کے ساتھ ہی انسانیت کی فلاح اور رشد و ہدایت کے لیے انبیاء و رُسل علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا تاہم چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و رحمت کے صدقے ذلت و گمراہی کے عمیق گڑھے میں ڈوبی انسانیت کو راہ ہدایت عطا کرتے ہوئے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جنھوں نے قرآنی تعلیمات کو عام کر دیا۔ نتیجے میں لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اس کے بعد ان کے تربیت یافتہ خلفائے راشدین کے ادوار میں انسانیت کی کثیر تعداد دین اسلام سے فیض یاب ہوتی رہی۔ مسلم حکمران جب تک اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید فرقان حمید کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے پوری دنیا کی کفریہ طاقتوں پر انہیں غلبہ حاصل رہا۔ مگر یہ مسلمانوں کی نااہلی ہے کہ اس وقت دنیا میں 57 مسلمان ممالک میں سے کسی ایک ملک میں بھی دین اسلام کا قانون نافذ نہیں ہے۔ خلافت ملوکیت میں بدل گئی اور پھر بادشاہوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآنی احکامات کو پس پشت ڈال کر من مرضی کے شاہی فرمان جاری کرنا شروع کر دیے۔ جس کے بعد دنیائے انسانیت ایک بار پھر سے ذلت و گمراہی کے گڑھے میں جا گری ہے۔

اس وقت دین اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے، دنیا میں تقریباً دو ارب کے قریب مسلمان ہیں، وسائل کے اعتبار سے بھی کفریہ طاقتوں کے مقابلے میں کسی قدر بہترین اثاثوں کے مالک ہیں مگر فرمودات الٰہی سے روگردانی کے باعث اس وقت دنیا میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ آفاقی دین اسلام کے علمبرداروں کی عالمی سطح پر کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، کفریہ طاقتیں جن کے نظریات ہی باطل اور مٹ جانے والے ہیں وہ سازشوں کے ذریعے مسلم حکمرانوں کو زیر کر چکے۔ مختلف غریب مسلم ممالک پر جنگیں مسلط کر کے انہیں ملیامیٹ کرنے کے درپے ہیں اور وہ ان پر پوری طرح قابض ہیں اور اپنے نظریات، تہذیب وتمدن کو رواج دے چکے ہیں۔ جنگ عظیم اول کے خاتمے کے ساتھ ہی 1922/23ء میں خلافت عثمانیہ ترکیہ کا خاتمہ کر کے کئی غداروں اور شیوخ کو چھوٹے چھوٹے ملک اور ریاستیں دے کر اپنے باجگزار بنایا گیا تھا جو گزشتہ ایک صدی سے مسلم دنیا کے اکثریتی علاقوں میں امریکہ اور مغربی طاقتوں کے ایجنٹ بن کر حکومتیں چلا رہے ہیں۔ مغرب نے سازشیں کر کے فلسطینی علاقے میں اسرائیلی حکومت قائم کی اور پھر بیت المقدس پر قبضہ کروایا۔ عرب دنیا میں سعودی عرب میں مسلمانوں کے مقدس مقامات مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ اور شام وفلسطین، عراق میں مقدس ہستیوں کے مزارات اور فلسطین میں بیت المقدس، مسجد اقصیٰ ہونے کی وجہ سے اسلامی دنیا میں ان کی عزت وتکریم کی جاتی ہے۔ چونکہ ان کا اقتدار اور حکومتیں ان مغربی طاقتوں کی مرہونِ منّت ہیں اس لئے ان کی پالیسیاں بھی مغرب زدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے حالیہ برسوں میں ان کی تقلید میں بیشتر عرب ممالک میں بے حیائی پر مبنی مغربی ثقافت اور عریانی وفحاشی کو عروج ملا ہے، جس نے اسلامی بنیادی تعلیمات اور اخلاقیات کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔ جس عرب معاشرے میں خواتین بلاضرورت چادر چاردیواری سے باہر آنے کا تصور بھی نہ کر سکتی تھیں وہ مغربی عورت کی تقلید میں نئے نئے فیشن اور مغربی لباس کی دلدادہ بن گھروں سے باہر نکل آئی ہیں جو کھیل تماشوں، فلمی میلوں، ٹھیلوں میں نمایاں ہو کر مردوں کے شانہ بشانہ سڑکوں پر گاڑیاں چلاتی نظر آتی ہیں۔ آزادیٔ نسواں کے نام پر مغربی ثقافت عرب ممالک کے گھر گھر میں سرایت کر چکی ہے۔ عرب ممالک کے بادشاہوں اور شیوخ کی مغرب کی تقلید میں روشن خیالی اور مادر پدر آزاد معاشرے کی تشکیل کی طرف بڑھتے ہوئے اقدامات اور مسجد اقصیٰ پر یہودیوں کے قبضے کے خلاف او آئی سی اور عرب لیگ کے منفی کردار اور بزدلانہ حکمت عملی پر مسلم دنیا میں شدید ردّعمل پایا جاتا ہے، جس پر دینی

طبقات پریشان، حیرت زدہ اور انگشت بدنداں ہیں۔ ادھر مسلم دنیا کی واحد ایٹمی قوت پاکستان میں سیاسی خلفشار اور انتشار عروج پر پہنچ چکا ہے، سیاسی پارٹیوں کی آپس کی لڑائیاں اور مقتدر طبقات کے آپس کے شدید اختلافات نے کلمہ طیبہ کے نام پر بننے والی اس عظیم مملکت خداداد کے مستقبل کو مخدوش بنا دیا ہے۔ مقتدرہ اشرافیہ کے ذاتی مفادات اور ہوسِ زر نے ملک کو ترقی یافتہ بنانے کی منزلِ مراد کو اور زیادہ دور کر دیا ہے۔ ان حالات میں امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کا حصول اور اقوام عالم کی قیادت کا خواب شرمندہ تعبیر ہونا مشکل ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت موجودہ مسلم حکمرانوں کی قیادت سے مایوس ہو رہی ہے۔ تاہم خوش آئند بات یہ ہے کہ مغربی ممالک کے نوجوانوں میں دین اسلام قبول کرنے کے رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہاں یونیورسٹیوں کے طلباء و طالبات سراپا احتجاج ہیں۔ مغربی ممالک میں فلسطین میں یہودیوں کے مظالم کے خلاف مظاہروں میں شدت دیکھنے کو مل رہی ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں فلسطین کو اقوام متحدہ کا مستقل رکن بننے کا اہل تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اب حالات بدل رہے ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلامی ممالک کی نااہلی، بے حسی اور بے عملی کی وجہ سے قیادت ان سے چھین کر کسی اور کو دے دے۔ موجودہ صورتحال پر علامہ اقبال کا یہ شعر صادق آتا ہے

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اس وقت فلسطین میں غزہ کی موجودہ صورت حال دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔

اسرائیل کی غزہ پر وحشیانہ بمباری کو تقریباً آٹھ ماہ ہو گئے ہیں اور غزہ اور ملحقہ علاقوں میں قیامت صغریٰ بپا ہے۔ 7 اکتوبر 2023ء سے اب تک 35600 سے زائد فلسطینی شہید ہو چکے ان میں تقریباً 12 ہزار عورتیں اور 15000 ہزار بچے بھی شامل ہیں جبکہ 86000 ہزار سے زائد زخمی ہیں جنہیں علاج معالجہ کی سہولت بھی میسر نہیں ہے اور سڑکوں پر کھلے آسمان تلے پڑے ہیں۔ غزہ کی کل بائیس لاکھ آبادی جنگ کا شکار ہو کر بے گھر ہو چکی ہے۔ شہر کا تمام انفراسٹرکچر تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ کھانے کو کچھ ہے نہ پینے کے لیے، نہ زندگی گزارنے کی بنیادی سہولتیں ہی میسر ہیں۔ یہ اسرائیل کی ظلم و بربریت کی انتہا ہے کہ اجتماعی قبروں سے ڈھیروں لاشیں برآمد ہو رہی ہیں۔

جی سیون کے وزرائے خارجہ نے اٹلی کے جزیرے کیپری پر تین روزہ اجلاس کے بعد

جاری کردہ ایک بیان میں کہا کہ وہ اسرائیل کے خلاف ایران کے براہ راست حملے کی تو سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہیں مگر انھوں نے اسرائیل کے جوابی حملے کا ذکر تک نہ کیا حالانکہ وہ حملہ اس بیان کے جاری ہونے سے پہلے ہو چکا تھا۔ اس کا اندازہ امریکی وزیر خارجہ انتھونی بلنکن کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ امریکہ کسی بھی جارحانہ فوجی کارروائی میں ملوث نہیں۔ حالانکہ امریکہ اور برطانیہ نے اس سے قبل ایران پر پابندیوں کا اعلان کیا تھا اور یورپی یونین نے بھی ان کی پیروی کرنے کا اظہار کیا۔ اس اجلاس میں جی سیون کے وزراء اور نہ ہی امریکہ برطانیہ اور یورپ نے غزہ میں مظالم پر توجہ دی۔ انھوں غزہ پر اسرائیلی وحشیانہ بم باری اور ظلم و بربریت کی مذمت میں تو ایک لفظ تک نہ بولا بلکہ جب اقوام متحدہ میں فلسطین کو باقاعدہ ممبر بنانے کی کارروائی شروع کی گئی تو اسے مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن امریکہ نے ویٹو کر دیا۔ مغرب اور امریکہ کی مسلم دشمنی عیاں ہو چکی ہے مگر نہ جانے مسلم ممالک کی قیادت کیا سوچ رہی ہے۔ مسلم ممالک کی تنظیم او آئی سی نے یو این او سے جو امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں اس سے کچھ بھی حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ لگتا ہے تمام مسلم ممالک کے حکمران اسرائیل کے خلاف کوئی عملی اقدامات کرنے کی بجائے آخری فلسطینی بچے کے شہید ہونے یا کسی اور کربلا کے واقعہ کے منتظر ہیں۔ نہ جانے مسلم حکمرانوں کی بے حسی کیا رنگ لائے گی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

ایران پر اسرائیلی حملے کو ایران اسے باقاعدہ کوئی حملہ تسلیم نہیں کر رہا مگر بی بی سی کے مطابق ایک سینئر امریکی اہلکار کا کہنا ہے کہ اسرائیل نے ایران کے شہر اصفہان کے قریب جوہری تنصیب کو نشانہ بنایا ہے۔ اسرائیل نے وہاں تین میزائل داغے مگر دفاعی سسٹم نے انہیں ناکام بنا دیا۔ ایرانی وزیر خارجہ کے مطابق اس حملے سے کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔ ایک ایرانی کمانڈر کے مطابق طاقت ور ایرانی ڈیفنس سسٹم نے میزائلوں کو فضا میں تباہ کر دیا۔ عالمی جوہری توانائی ایجنسی کے سربراہ رافیل گروسی نے کہا ہے کہ جوہری تنصیبات کو نشانہ بنانا افسوسناک ہے۔ خدانخواستہ حملہ کامیاب ہو گیا ہوتا تو یہ ایک انتہائی خوفناک اقدام ہوتا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں اور میری ٹیم نے صورتحال پر نظر رکھنے کے لیے تمام رات جاگ کر گزاری۔ اس کے بیان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حملہ ہونے سے پہلے ان کے پاس اس حملے کی اطلاعات موجود تھیں۔ اسرائیل کا ایک حملہ جسے میڈیا نے بالکل اہمیت نہیں دی وہ بھی خاصا بڑا حملہ تھا یہ حملہ اسرائیل نے شام پر کیا۔ شام

بھی ان ممالک میں سے ہے جہاں سے اسرائیل پر ایرانی میزائل فائر ہوئے تھے،شام کی وزارتِ دفاع کے مطابق اسرائیلی میزائلوں نے شام کے دفاعی مقامات کونشانہ بنایا جس سے خاصا نقصان ہوا۔ یہ حملے جنوبی شام کے فوجی اڈوں پر کیے گئے۔اس وقت امریکہ اوراس کے حواریوں کی کوشش ہے کہ اسرائیلی جنگ غزہ تک محدود رہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اگر یہ پھیلتی ہے تو اسرائیل کیلئے نقصان دہ ہے۔اگرایران اورشام مکمل طور پر جنگ میں کود پڑتے ہیں۔یمن اور لبنان پہلے شریک ہیں تو پھر امریکہ روس اور چین کو بھی کسی نہ کسی سطح اس جنگ کا حصہ بننا پڑ جائے گا اور یہ دنیا کے مستقبل کیلئے بہت خطرناک ہوگا۔امریکہ روس کو یوکرائن کی جنگ میں الجھا چکا ہے اوراب روس سوچ رہا ہے کہ وہ بھی کسی جنگ میں امریکہ کو الجھائے۔اس وقت امریکہ کی نظریں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں وہ کئی بار پاکستان کو کہہ چکا ہے کہ یہ کرو یہ نہ کرواور ہر باراس کی نئی ڈیمانڈ ہوتی ہے۔زور دے رہا ہے کہ ایران سے گیس نہیں لینی۔ پاکستان بھی کئی بار جواب دے چکا ہے کہ یہ ہماری مجبوری ہے۔شدید ترین انرجی بحرانی کیفیت میں بھی پاکستان ایران سے کئے گئے معاہدے پر عمل درآمد کرنے سے گریزاں ہے۔ادھر امریکہ نے پاکستان کو اقتصادی پابندیاں لگانے کی بھی دھمکی دے کراس پر کام شروع بھی کر دیا ہے امریکہ نے پاکستان سے فوجی نوعیت کے کاروبار والی تین چینی اورایک بیلا روس کی کمپنی پر پابندی لگا دی ہے۔ایرانی صدر کے پاکستان کے حالیہ دورے پرامریکہ کو گہری تشویش ہے۔ پاکستان اورایران کے تعلقات میں بہتری امریکہ کوہضم نہیں ہورہی وہ کسی نہ کسی طرح پاکستان کوایران اور افغانستان کے ساتھ الجھانا چاہتا ہے۔ پاکستان کا ابھی تک امارت اسلامیہ افغانستان کوتسلیم نہ کرنا بھی امریکی دباؤ کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔اس ساری صورتحال میں پاکستان کی خارجہ پالیسی نازک موڑ پر پہنچ چکی ہے۔اسرائیل کواگر کسی ملک سے خطرہ محسوس ہوتا ہے تو وہ پاکستان ہے۔اس لئے اس نے بڑی کوشش کی ہے کہ اسے پاکستان تسلیم کرلے مگر اس وقت تو وہ مسلم ممالک بھی پچھتا رہے ہیں جنہوں نے اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم کئے ہیں۔ صورتحال انتہائی پیچیدہ ہے بدلتے ہوئے حالات میں چین اور روس بھی انگڑائی لے رہے ہیں شاید آئندہ چند دنوں میں واضح ہوجائے گا کہ کون کس کے ساتھ ہے اور پاکستان کس کیمپ میں کہاں کھڑا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے خطے کوکسی بڑی آزمائش سے محفوظ رکھے آمین۔

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

(اس مضمون میں 24 اپریل سے 20 مئی 2024ء تک کے نمایاں واقعات کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے)

1 پاکستان کی سیاسی صورتحال میں استحکام مگر عوامی غصے کے آثار

پاکستان کی مخلوط سیاسی حکومت، شہباز شریف کی زیرِ قیادت معاملات سنبھال رہی ہے اور قومی اسمبلی اور سینیٹ میں اسے مناسب گرفت حاصل ہے اور چونکہ حکومت اور مقتدرہ لمحہ موجود تک ایک صفحے پر ہیں لہٰذا سیاسی استحکام دکھائی دیتا ہے۔ تاہم یہ استحکام مقتدرہ ہی کے مرہونِ منّت ہے ورنہ کئی قسم کے طوفان زیرِ زمین پرورش پا رہے ہیں۔ اعلیٰ عدلیہ خواتین اور دوسری مخصوص نشستوں پر کیے گئے چناؤ کو معطل کر کے حکمران اتحاد کو دو تہائی اکثریت سے محروم کر چکی ہے۔ 6 ججوں کی جانب سے ان کے کام میں سکیورٹی اداروں کی مداخلت کے الزام کا معاملہ بھی ابھی طے نہیں ہوا اور یہی لگتا ہے کہ عدلیہ کے کچھ عناصر ابھی موجودہ مقتدرہ کی مکمل گرفت میں نہیں۔ ادھر مسلم لیگ ن میں بھی دراڑیں اور اپنے غیر مقبول ہونے کا احساس ہے۔ نواز شریف صاحب کا خاموش دورہ چین (شروع میں خبر تھی کہ اسحاق ڈار ان کے ہمراہ ہیں مگر یہ خبر بعد میں غلط ثابت ہوئی) اور اس دوران اور اس کے بعد اسحاق ڈار کا نائب وزیرِ اعظم اور رانا ثناء اللہ کو حکومتی عہدہ ملنا اسی کا شاخسانہ لگتا ہے کبھی تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ مقتدرہ کے کچھ چھوٹے حصے ابھی بھی تحریکِ انصاف کے ساتھ ہیں تاہم موجودہ فوجی سربراہ تک تو یہی نظام چلتا دکھائی دیتا ہے۔ پھر کچھ عوامل عوامی غصے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اضافی گندم زیادہ قیمت پر عبوری

حکومت نے ہی درآمد کی تھی مگر اس کے نتیجے میں کسانوں کی مشکلات اب آئی ہیں اور اس کے منفی اثرات موجودہ حکومت کو ہی بھگتنا ہوں گے۔ آزاد کشمیر میں بجلی اور آٹے کی قیمتوں کے خلاف احتجاج افسران کی غلط حکمت عملی سے پرتشدد ہوگیا اور اس میں شرپسند عناصر بھی شامل ہوگئے۔ حکومت نے ان کے مطالبات مان لئے مگر اس کا منفی پہلو یہ ہوگا کہ لوگ مزید احتجاج اور تشدد کا راستہ اختیار کریں گے مزید براں کے پی کے میں تحریک انصاف کے وزیراعلیٰ بھی جلتی پر تیل ڈال کر لوگوں کو مزید اُکسا رہے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن جو کہ موجودہ حکومت کے سابق اتحادی ہیں کا انداز بھی کافی جارحانہ ہے۔ یہ سب عوامل کسی طویل مدتی استحکام کی علامت نہیں ہیں۔ بہرحال نئی حکومت کو چلنے دینا چاہیے تا کہ کچھ آگے کا سفر ہو۔ تاہم ہمارا بطور ملک دائروں میں سفر اور مقتدرہ قوتوں کی اپنی ہٹ دھرمیاں کافی مایوس کن ہیں۔ بطور مسلمان ہمیں لوگوں کو دین کی دعوت اور توبہ کی پکار کو تیز تر کر دینا چاہیے۔

2 پاکستان کی معاشی صورتحال میں نسبتاً استحکام اور بجٹ 25-2024 کی تیاریاں

پاکستان کی معاشی صورتحال میں ستمبر 2023ء سے کافی استحکام چل رہا ہے۔ ڈالر 279 روپے پر مستحکم ہے۔ اور درآمدات، برآمدات اور بیرون ملک پاکستانیوں کی ترسیلات سے مل کر گرفت میں دکھائی دیتی ہیں۔ سٹاک ایکسچینج 75 ہزار سے زائد اور تاریخ کی بلند ترین سطح پر ہے۔ مہنگائی کی شرح کم ہو کر اپریل میں 17 فیصد بتائی گئی ہے۔ تاہم بنیادی شرح سود ابھی 22 فیصد کی بلند سطح پر ہے۔ نجکاری کی باتیں ہو رہی ہیں اور معاشی اشاریے مثبت رجحان کی نشاندہی کر رہے ہیں آئی ایم ایف نے 30 اپریل کو 2023ء کے معاہدے کی آخری قسط یعنی 1.1 ارب ڈالر کی ادائیگی بھی کر دی ہے۔ تاہم پاکستان نے 6 سے 8 ارب کے 3 سالہ قرض کی باقاعدہ درخواست بھی دے دی ہے جس کی منظوری 2 سے 3 ماہ میں متوقع ہے۔ آئی ایم ایف کی ٹیم پاکستان کے دو ہفتے کے دورہ پر ہے اور وہ ملک کے بجٹ بنانے کے معاملے کو کنٹرول کر رہی ہے۔ تمام آمدنیوں، اخراجات اور وسائل کی تقسیم کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور اپنی مرضی کی ہدایات دی جا رہی ہیں۔ گویا ہماری ساکھ اس قدر کمزور اور قرض اس قدر بڑھ گیا ہے کہ قرض دینے والوں نے معاملات خود سنبھال لئے ہیں۔ یہ عالمی مالیاتی ادارے، عالمی استعمار کی ہی ایک کڑی ہیں اور

عین ممکن ہے کہ کوئی اہم غیر مالیاتی بات منوا کہ شرائط میں کچھ رعایات دے دی جائیں۔ بجٹ تقریر 7 جون کو متوقع ہے۔ ہماری معاشی صورتحال میں مثبت پہلو بھی ہیں ابھی بھی اگر مخلص لوگ میسر آ جائیں اور ان کو 5-4 سال مل جائیں تو ملک کی کایا پلٹی جا سکتی ہے۔ اصل حل تو اسلامی معاشی نظام کا نفاذ ہے اور موجودہ استحکام کا برقرار رہنا ضروری ہے۔

3 ایرانی صدر ابراہیم رئیسی کی ہیلی کاپٹر کے حادثے میں ہلاکت

ایرانی صدر 19 مئی کو ایران کے مشرقی آزربائیجان صوبہ میں ہیلی کاپٹر گرنے سے ہلاک ہو گئے۔ بتایا گیا کہ وہ ایک ڈیم کے افتتاح کے سلسلے میں آزربائیجان گئے تھے اور واپسی پر موسم کی خرابی کے باعث 3 میں سے صدر کا ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہو گیا۔ 63 سالہ ابراہیم رئیسی 2021ء سے ایران کے صدر تھے اور وہ سپریم لیڈر آیت اللہ خامنائی کے متوقع جانشین کے طور پر دیکھے جاتے تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم قم کے مذہبی ادارے سے حاصل کی اور پھر مختلف سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ یہ ایرانی سیاست میں قدامت پسندوں کی نمائندگی کرتے تھے اگرچہ لوگ ان کی ہلاکت میں غیر ملکی سازش کی بات بھی کر رہے ہیں مگر فی الحال یہ افواہوں کی حد تک ہے۔ ان کے بنیادی نائب صدر محمد مخبر کو قائم مقام صدر مقرر کر دیا گیا ہے۔

4 غزہ میں اسرائیلی جارحیت کا تسلسل اور رفح کراسنگ پر حملہ

غزہ میں اسرائیلی جارحیت کو اب 225 دن سے زائد ہو گئے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ مفاہمتی قوتوں کی طرف سے جنگ بندی کی کوششیں ابھی تک بے سود ہیں۔ امریکہ کے زور دینے پر مذاکرات چلتے رہے اور حماس پر زور ڈالا گیا اور اس بنیاد پر حماس نے جنگ بندی کی شرائط کو تسلیم کر لیا۔ امریکہ ان مذاکرات میں اسرائیل کے ضمانتی کا کردار ادا کر رہا تھا اور اسے امید تھی کہ وہ طے شدہ شرائط اسرائیل سے منوا لے گا مگر اسرائیل نے شرائط ماننے سے انکار کر دیا بلکہ رفح کے علاقے میں آپریشن شروع کر دیا۔ امریکہ کچھ دن تو کھسیانا سا رہا مگر اب پھر اسرائیل کی مکمل حمایت کر رہا ہے۔

شمالی غزہ اور درمیانی علاقے کو مکمل تباہ کر دینے کے بعد اب رفح کراسنگ کا علاقہ بھی دو ہفتوں سے آپریشن کی زد میں ہے اور وہاں بھی حملے کئے جا رہے ہیں ان دو ہفتوں میں 8 لاکھ

سے زائد افراد پھر علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔غزہ کے ساتھ ساتھ مغربی کنارے (505 سے زائد شہادتیں) پر بھی بے حد سختی کی جا رہی ہے۔غزہ میں اب تک 35 ہزار سے زائد لوگ شہید ہو چکے ہیں اور اس سے دوگنا تعداد (79 ہزار) زخمیوں کی ہے۔مسلمان بطور امت اور بحیثیت قوم کسی بھی کردار کو ادا کرنے سے قاصر ہیں۔غزہ کے لوگوں کو خوراک تک کی صحیح رسائی ممکن نہیں ہو پا رہی۔صرف یمنی حوثیوں، حزب اللہ اور ایران سے ہی کچھ عملی مدد کا تاثر سامل رہا ہے۔

اتنے مشکل حالات میں بھی اسلامی مزاحمتی قوتوں کا جہاد جاری رکھنا، غیر مشروط جنگ بندی سے انکار اور دستیاب وسائل کے ساتھ جمے رہنا اور اسرائیلی فوج کو نقصان پہنچاتے رہنا کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔تاہم یہ معجزہ مسلمان عوام اور خصوصاً حکمران طبقات کی بے حسی پر حجت بھی ہے۔اللہ ہمیں فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ جانی، مالی اور ہر طرح کا تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔یہ صورتحال نہایت پریشان کن اور اگلی بڑی جنگوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔

5 عالمی بساط پر ساہوکار کی تبدیلی اور متعلقہ ٹکراؤ کے آثار

روس اور یوکرائن کے درمیان لڑائی دو سال سے زائد عرصے سے جاری ہے۔روس کا پلہ بھاری ہو رہا ہے تاہم یورپی یونین اور امریکہ کی بھرپور مدد کی بدولت ابھی لڑائی جاری ہے۔روسی معیشت اس جنگ کو سہار گئی ہے جو کہ حیران کن ہے۔☆15 مئی کو سلواکیہ کے وزیر اعظم رابرٹ فیکو پر قاتلانہ حملہ کیا گیا وہ شدید زخمی ہوئے مگر اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے وہ روس کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں اور روس یوکرائن صلح کی کوششیں کر رہے تھے۔یورپ میں اس طرح کا واقعہ 20 برس بعد ہوا اور یہ وہاں بڑھتی ہوئی کشیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔☆19 مئی کو ایرانی صدر کا حادثہ میں جاں بحق ہونا بھی کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہو سکتا ہے۔☆ روسی صدر نے 17-16 مئی کو چین کا دوروزہ دورہ کیا اور باہمی تجارت اور مل کر امریکی اثر ورسوخ کے حوالے سے چینی صدر اور دیگر زعماء سے ملاقاتیں کیں۔

6 امریکی یونیورسٹیوں میں غزہ میں جنگ بندی کے حق میں مظاہرے

غزہ پر اسرائیلی حملے اور شہادتیں معمول سا بن گئی تھیں مگر اپریل کے تیسرے ہفتے سے امریکی یونیورسٹیوں میں شروع ہونے والے مظاہروں نے اس معاملے کو از سر نو زندہ کر دیا ہے ابتداء 17 اپریل سے ہوئی جب طلبہ نے یونیورسٹی کے احاطے میں 50 کے قریب خیمے فلسطین سے یکجہتی کے اظہار کے لئے لگائے جنگ بندی کا مطالبہ کیا اور یونیورسٹی سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ

اپنے فنڈ اسرائیل سے نکال لے یونیورسٹی انتظامیہ نے اس احتجاج کو غیر قانونی قرار دے کر پولیس کی مدد سے طلباء کو وہاں سے ہٹا دیا جس سے یہ احتجاج دوسری یونیورسٹیوں میں بھی پھیل گیا اور پولیس کی جانب سے سختی، تشدد اور گرفتاریوں نے اس احتجاج کو اور بڑھا دیا ہے۔ امریکی قانون کے تحت اس طرح کے احتجاج قانونی ہیں مگر امریکہ کا ان کو سختی سے روکنا اور بلکہ اسرائیل کے خلاف احتجاج کو غیر قانونی قرار دینے کی قانون سازی شروع کرنا اس کے اخلاقی کھوکھلا پن کو اور عیاں کر رہا ہے اور امریکہ اور مغرب میں موجود فطرت سے قریب تر لوگ میڈیا کے سحر سے نکل رہے ہیں۔ اللہ کرے کی اس سے مثبت نتائج پیدا ہوں۔

7 افغانستان کی تازہ صورت حال

پاکستان اور افغانستان کے تعلقات ابھی تک سردمہری کا شکار ہیں اور اس کی وجہ پاکستان کا یہ الزام ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کی سہولت کاری افغان سرزمین سے ہو رہی ہے۔ ☆ 26 اپریل کو پاکستان کی کابینہ نے افغان مہاجرین کے کارڈ کی مدت میں 30 جون تک کی توسیع کر دی ہے۔ ☆ 30 اپریل کو افغان صوبہ ہرات کی ایک مسجد پر حملے میں 6 افراد ہلاک ہو گئے۔ ☆ 05 مئی کو افغان حکومت نے ایک کمیٹی قائم کرنے کا اعلان کیا جو کہ صوبہ بدخشاں میں طالبان اداروں کی جانب سے افیون کی فصل کو تباہ کرنے پر طالبان اور مقامی افراد میں ہونے والی جھڑپوں سے پیدا ہونے والی کشیدگی کو حل کرے گی۔ ☆ 05 مئی کو افغان سفارت خانے میں پاکستانی اور افغان کمپنی کے درمیان پاکستان سے پولٹری کی مصنوعات کی برآمدات کے معاہدے پر دستخط ہوئے۔ ☆ 08 مئی کو افغان وزارت دفاع کے ترجمان عنایت اللہ نے پاکستانی بیان کہ پاکستان میں دہشت گردی کی جڑیں افغانستان میں ہیں کو غیر ذمہ دارانہ قرار دیا۔ ☆ 12 مئی کو افغان حکومت نے بتایا کہ صوبہ بغلان میں سیلاب سے 234 افراد ہلاک ہوئے اور املاک کو کافی نقصان ہوا۔ ☆ 15 مئی کو ضلع کرم میں پاک اور افغان فوجوں میں جھڑپیں ہوئیں اور ایک پاک فوجی جاں بحق ہوا۔ ☆ 16 مئی کو طالبان امیر ہیبت اللہ اخوندزادہ نے کابل میں وزیر داخلہ سراج الدین حقانی کی موجودگی میں صوبائی گورنروں سے ملاقات کی اور خطاب کیا۔ ☆ 17 مئی کو افغان صحافیوں نے بتایا کہ شہر بامیان میں فائرنگ سے 3 غیر ملکی سیاح اور ایک افغان ہلاک ہو گئے۔

فرمانِ نبوی

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

عشرۂ ذوالحجہ کے روزوں کی فضیلت

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّةِ، يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ، وَ قِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں ہیں ایسے کوئی دن جن میں اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت کیا جانا ذوالحجہ کے (پہلے) دس دنوں سے زیادہ محبوب ہو۔ ان میں سے (دس ذوالحجہ کے علاوہ) ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے اور ان میں سے ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہوتا ہے۔“

رواہ الترمذی

کل وقتی پچیس روزہ قرآن فہمی کورس شرکاء کے تاثرات

نام: کفایت اللہ۔ تعلیم:PhD۔ عمر 38 سال۔ علاقہ: لکی مروت

کورس انتہائی خوبصورتی سے ڈیزائن کیا گیا ہے اور ہر مضمون کا خوف فائدہ ہوا۔ایک خاص انداز بیان کے حامل استاذ محترم نے جس طرح قرآن وحدیث کا نصاب پڑھایا اس کا بہت فائدہ ہوا۔ اس کورس میں شامل کلامِ اقبال، اور تاریخ اسلام کے مضامین انفرادیت کے لحاظ سے نمایاں ہیں۔خاص کر تاریخ اسلام پہلی مرتبہ اس طرح نظر سے گزری ہے جس سے بہت فائدہ ہوا۔

نام: بشیر نواز۔ تعلیم:PhD Scholar۔ عمر 35 سال۔ کلور شریف تحصیل عیسیٰ خیل

مجھے سب زیادہ فائدہ مطالعہ قرآن حکیم اور مطالعہ حدیث کے پیریڈ کا ہوا ہے۔اس دورِ پرفتن میں قرآن فہمی بہت ضروری ہے،''صرف نام کے مسلمان بن کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونا ہی کافی نہیں ہے''۔یہ جملہ بہت بھاری ہے۔پھر جس طرح سورۃ العصر کی روشنی میں راہِ نجات پر بحث کی گئی وہ بہت ہی اعلیٰ ہے،اس سے اتنی بات سمجھ میں ضرور آتی ہے کہ مقصدِ زندگی کو پہچان سکے۔

نام: محمد افضل شاہ۔تعلیم:Ms-Biotecnology (B.ed)۔عمر:33 سال۔تحصیل وضلع چترال

اس کورس کے بعد مجھے اپنے موجودہ فکری وعملی لیول (ایمانی لیول) کی پہچان،مطلوبہ ایمانی لیول کی پہچان،مطلوبہ ایمان ودینی فرائض سے فاصلہ اور عملی لائحہ عمل درجہ بدرجہ واضح ہوتا گیا۔

نام: نواب علی۔ تعلیم: ایم اے اکنامکس۔عمر:47 سال۔مینگورہ سوات

میں نے مختلف تربیتی پروگرام کئی Attand کیے ہیں،لیکن جو 21 دن یہاں قرآن اکیڈمی میں گزارے ہیں اور جو ماحول یہاں دیکھا ہے اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔اور جو کچھ میں نے یہاں پر اس قرآن فہمی کورس میں سیکھا ہے،شاید یہ میں سالوں نہ سیکھ پاتا۔اور انتظامی امور میں بھی یہاں کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی۔

نام: عمران خان۔ تعلیم: ایل ایل بی۔عمر:43 سال۔مینگورہ سوات

ان 21 دنوں میں جو کچھ ہمیں پڑھایا گیا ہے شاید ہم وہ ایک سال میں بھی نہ پڑھ پاتے۔گویا سمندر کو کوزے میں بند کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سلسلہ یوں ہی رواں دواں رہے۔آمین

Vol 18
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
JUNE 2024
No 06

مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوُر

ان شاءاللہ

25 روزہ قرآن فہمی کورس کل وقتی

پھر سوئے حرم لے چل

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلباء، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہوسکتے ہیں تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کرسکیں۔

آغاز

یکم جولائی 2024ء بروز پیر

نصاب

- مطالعہ قرآن حکیم
- مطالعہ حدیث رسول ﷺ
- مطالعہ تاریخ اسلام
- مطالعہ کلامِ اقبال
- عربی گرائمر
- محاضرات
- تجوید

ملک بھر کے تمام شہروں سے حضرات شرکت کرسکتے ہیں

شرکاء کیلئے قیام وطعام کا انتظام ہوگا۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

شرکت کے خواہشمند حضرات بذریعہ فون یا واٹس ایپ اپنا نام رجسٹر کروائیں

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861-63, 0336-6778561(WhatsApp), 0312-6898181